



قطب الاقطاب فرید الدھر و حید العصر

حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب

نقشبندی مجددیؒ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مولف کتاب

حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کے حالات

آپ حضرت شاہ ابوسعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ علوم شریعت، طریقت و حقیقت کے مخمراز تھے اسی طرح علوم ظاہری، فقہ حدیث تفسیر میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے حضرت شاہ غلام علی صاحب سے طریقہ عالیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ اور تکمیل کر کے حضرت شاہ صاحب سے خرقہ خلافت و دستار اجازت حاصل فرمائی۔

بالکمال والد کی تربیت سے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ علوم تعلیمیہ و عقلیہ اپنے زمانے کے بے نظیر علماء۔ حضرت



شاہ عبدالغنی صاحب کے تلامذہ مولانا فضل امام مفتی شرف الدین اور حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین صاحب سے حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم دینی و فیض باطنی کا حصہ وافر عنایت فرمایا۔

حضرت شاہ غلام علی نے آپ اور آپ کے والد ماجد حضرت شاہ ابوسعید اور شاہ رفیع اور مولوی بشارت اللہ کے متعلق بشارتیں دیں اور تحریر فرمایا کہ:-  
”یہ چاروں حضرات اس زمانہ میں دین محمدی کے ستون ہیں۔“

اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد رشد و ہدایت کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی ذات سے ہندوستان، خراسان اور دوسرے ملکوں کے ہزاروں طالبان حق اپنی حسب حیثیت فیض یافتہ ہوئے۔

آپ کے خلفاء قندھار، کابل اور دوسرے علاقوں میں شہرت رکھتے تھے جنگ آزادی، ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں آپ مع اہل و عیال براہِ لاہور عازم حجاز ہوئے اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں



انتقال کیا۔ آپ کی ولادت باسعادت، معتبر قول کے مطابق  
 ۱۲۱۷ھ میں ہوئی تھی۔ صاحب تذکرہ شاہ غلام علی نے آپ  
 کی تاریخ ولادت ”منظر یزداں“ سے نکالی ہے۔

آپ کے بھائی حافظ عبد الغنی و عبد المغنی بھی علم و  
 عمل زہد و تقویٰ و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف بے حد و حساب ذات بے مثال اللہ تعالیٰ  
 کے لئے ہے اور درود بے شمار روح پر فتوح سر دار انبیاء  
 صاحب قاب قوسین اداونی، شمس الضحیٰ، بدر الدجی  
 سراج بلا والہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے  
 اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب و ازواج پر  
 لاکھوں درود و سلام نازل فرماتے۔ اما بعد بندہ لاشئ بدنام  
 کنندگان درویشان احمد سعید مجددی نسباً و طریقہ کان اللہ  
 عرض کرتا ہے کہ حاجی حرمین شریفین مقبول بارگاہ الہی  
 حاجی علامہ الدین احمد نے درخواست کی کہ مراقبات و اشغال  
 جو ہمارے امام اور قبلہ قیوم ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد  
 فاروقی سرہندی کے خاندان اور سلسلہ میں معمول ہیں، تحریر



کروں۔ اپنی عدم لیاقت کے باوجود موصوف کی درخواست کو ٹال نہ سکا۔ ہر رنگوں کے کلام سے انتخاب کر کے چاروں سلسلوں کے اذکار و اشغال تحریر کر دیئے۔ اور اس رسالہ کا نام اربع ہزار رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طلبگار ہوں۔ میں نے اس رسالہ کو چار ہزار مرتب کیا ہے۔

نہراول۔ طریقہ شریفہ مجددیہ کے اشغال و مراقبات کے بیان میں جانتا چاہیے کہ حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ رکہ جن کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ میں ہوئی اور وفات ۱۰۳۲ھ میں ہوئی اور کسی نے آپ کی تاریخ کیا خوب نکالی ہے (عمر احمی مجدد الفیض ولاد۔ ترحیل بود کہ نقشبند تقویٰ) کے نزدیک انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم "خلق" سے جن لطائف کا تعلق عالم "امو" سے ہے وہ یہ ہیں: قلب، روح، سر، خفی، اخفی ان کے اصول عرش مجید پر ہیں اور لامکانیت سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جو ہر مجردہ کو انسانی جسم کے چند جگہوں پر امانت رکھا



ہے۔ دنیاوی تعلقات اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول (اصل مرکز) کو بھول جاتے ہیں یہاں تک کہ شیخ کامل و مکمل کی توجہ سے اپنے اصول سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی طرف میلان کرتے ہیں، اکوشش الہی اور نزویٰ ظاہر ہوتی ہے۔ تا آنکہ وہ اپنی اصل کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ پہر اصل کی اصل کی طرف۔ اور اسی طرح ترقی کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں تک ذات بحت جو صفات اور شتوں سے خالی و مبرا ہے کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ پھر ان کو اکمل بقا حاصل ہو جاتی ہے۔

عالم "خلق" کے لطائف یہ ہیں۔ لطیفہ نفس۔ اور چار لطائف عناصر اربعہ کے ہیں۔

عالم خلق کے ہر لطیفہ کی اصل، عالم امر کے کسی لطیفہ کی اصل ہے چنانچہ لطیفہ نفس کی اصل، اصل قلب ہے اصل لطیفہ باد اصل لطیفہ روح ہے اصل لطیفہ آب اصل لطیفہ سر ہے۔ لطیفہ نار کی اصل لطیفہ خفی کی اصل ہے لطیفہ خاک کی اصل لطیفہ اخفی کی اصل ہے۔

(پھر یہ بھی یاد رکھیں) کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفہ



کا نور جدا۔ جدا ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب کا نور زرد ہے، لطیفہ روح کا نور سرخ ہے، لطیفہ سر کا نور سفید ہے، لطیفہ خفی کا نور سیاہ، اخفی کا سبز ہے، تزکیہ کے بعد لطیفہ نفس کا نور میرے خیال میں بلا کیفیت ہے (یعنی اس کا کوئی رنگ نہیں ہے)

ان لطائف میں ہر لطیفہ انبیاء اولوالعزم میں سے کسی نبی کے تحت قدم مبارک واقع ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ روح حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے، اخفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لطیفہ اخفی حضرت خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے۔

مشائخ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے پہلے لطائف عالم امر کی اصلاح کا معمول ہے اور اس کے لئے ان حضرات نے تین طریقے مقرر فرماتے ہیں۔

اسم ذات، یا نفی و اثبات کے ذکر میں  
اسم ذات کا ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ

پہلا طریق



زبان، کوتالو سے لگاتے اور دل کو خیالات سے خالی کرے اور جس بزرگ سے ذکر لیا ہے۔ ان کے متعلق یہ سمجھے کہ وہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر دل کی زبان سے اللہ اللہ کہے (دل کی جگہ بایں پستان کے نیچے دوانگلی کے فاصلہ پر ہے) اللہ اللہ کا مفہوم خیال میں رکھے یعنی وہ ذات جو تمام صفات کاملہ سے متصف اور تمام صفات ناقصہ سے پاکیزہ و مبرا ہے، اکثر اوقات اسی طرح ذکر پر مداومت کرے یہاں تک کہ دل ذکر سے جاری ہو جائے اس کے بعد لطیفہ روح میں ذکر کرے لطیفہ روح کی جگہ (لطیفہ قلب کے مقابل) داہنے پستان کے دوانگلی میچے ہے پھر لطیفہ سر میں ذکر کرے جس کی جگہ بایں پستان کے برابر دوانگلی کے فرق سے وسط سینہ کی طرف مائل ہے پھر لطیفہ اٹھنی سے جس کی جگہ وسط سینہ ہے ذکر کرے اس طرح لطائف خمسہ جاری ہو جائیں گے اس کے بعد لطیفہ نفس سے ذکر کرے جس کی جگہ پیشانی ہے پھر قالیبہ (لطائف عناصر رجبہ) سے ذکر کرے جس کی جگہ تمام انسانی جسم ہے تا آنکہ روئیں روئیں سے ذکر جاری ہو جائے گا، اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ جانتا چاہیے کہ عالم امر کے ہر لطیفہ کی عرش پر ایک اصل ہے جب تک کہ وہ اپنی اصل تک نہیں پہنچتا اس کو



فنا حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اصل قلب تجلی افعال الہی ہے  
اصل روح صفات ثبوتیہ ہیں۔ اصل سرشیونات ذاتیہ ہیں  
اصل خفی صفات سلبیہ ہیں، اصل اخفی شان جامع ہے  
لہذا ان اصول کے لحاظ سے مراقبات کرے۔

لطیفہ قلب کا مراقبہ اس طرح کرے کہ اپنے قلب کو  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کیسا منے رکھ کر جناب  
باری میں عرض کرے: اے اللہ تجلی افعالی کا فیض کہ جو قلب  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قلب آدم علیہ السلام میں پہنچا ہے۔  
میرے قلب میں پہنچا، لطیفہ قلب کی فنا تجلی افعالی میں  
ہو جائے گا اس مرحلہ میں سالک کے اپنے افعال اور تمام  
مخلوقات کے افعال اللہ تعالیٰ کے افعال کے ماسوا محفی  
ہو جاتے ہیں اس ولایت قلب کو ولایت آدم علیہ السلام کہتے  
ہیں اور جس سالک کو یہ ولایت حاصل ہو جاتی ہے اُس  
کو آدمی المشرب کہتے ہیں۔

لطیفہ روح کے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے لطیفہ  
روح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح کے سامنے رکھ کر  
عرض کرے: اے اللہ تجلیات ثبوتی کا فیض کہ جو جناب



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح سے حضرت  
نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے لطیفہ روح میں پہنچا  
میرے روح میں پہنچا۔ جو شخص کہ اس لطیفہ میں داخل  
ہو جاتا ہے اُس کو ابراہیم المشرب کہتے ہیں۔ اس وقت  
سالک اپنی صفات اور تمام مخلوقات کی صفات کو اپنی  
ذات اور تمام ممکنات سے سلب کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف  
منسوب دیکھے گا۔ اسی طرح لطیفہ ”سر“ کو حضور انور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر کے مقابل سمجھ کر عرض کرے  
کہ شیونات ذاتیہ کا فیض کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام  
کے سر مبارک سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سر میں پہنچا  
میرے سر میں پہنچا۔ جو سالک کہ اس لطیفہ سے داخل الی اللہ  
ہوتا ہے اُس کو موسوی المشرب کہتے ہیں، سالک اس وقت  
اپنی ذات کو ذات حق سبحانہ و تعالیٰ میں فنا پاتا ہے۔

اس کے بعد اپنے لطیفہ خفی کو لطیفہ خفی حضور انور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ صفات  
سلبیہ کا فیض جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی  
مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خفی میں پہنچا ہے



میرے خفی میں پہنچا، جو سالک کہ اس مقام پر پہنچا ہے اُس کا نام عیسوی المشرب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا تمام عالم سے منفرد اور مجرد ہونا اس مقام پر سالک کو مشہور ہوتا ہے۔ پھر لطیفہ خفی کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ ”شان جامع“ کا فیض کہ جو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی میں پہنچایا ہے میرے خفی میں پہنچا۔ جو سالک کہ اس راستہ میں واصل ہوتا ہے اُس کو محمدی المشرب کہتے ہیں مَنخَلَق باخلاق اللہ واللہ تعالیٰ کے اخلاق سے آراستہ ہونا، سالک کو اس درجہ میں نصیب ہوتا ہے (مصرع) تیار کرنا خواہد و میلش بکہ باشد معلوم نہیں کہ دوست کس کو چاہتا ہے اور اُس کا میلان کس کی طرف ہوتا ہے۔

نفی و اثبات کے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال کلمہ ”لا“ کو ناف سے دماغ میں پہنچائے اور لفظ ”الہ“ کو دائیں کندھے پر لے جائے اور لفظ الا اللہ کی پانچوں لطائف میں گزار کر دل پر ضرب کرے اس طرح شد و مد کے ساتھ



کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچے اور لفظ محمد رسول اللہ کو سانس چھوڑنے کے وقت خیال کی زبان سے کہے اور ذکر میں معنی کا خیال رکھنا شرط ہے کہ سوائے ذاتِ حق کے کوئی مقصود نہیں ہے اور ”لا“ کے وقت اپنی ہستی اور جمیع موجودات کی نفی کرے اور اثباتِ اِلا اللہ کے وقت ذاتِ حق سبحانہ و تعالیٰ کا اثبات کرے اس ذکر میں دوسری شرط یہ ہے کہ زبانِ خیال سے چند مرتبہ خاکساری عاجزی اور نیاز مندی سے جناب باری میں مناجات کرے کہ پروردگار میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا میرا سرمایہ ہے تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

اپنی توجہ قلب کی طرف اور قلب کی توجہ ذاتِ الہی کی طرف رکھنا ضروری ہے کیونکہ نسبت کا حصول ان دو چیزوں کے بغیر محال ہے۔ اس توجہ کو وقوفِ قلبی کہتے ہیں پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دل کو خیالات اور وسوسوں سے دور رکھے تاکہ یہ خیالات پر اگندہ اس پر غلبہ نہ کریں اس کو نگہداشت کہتے ہیں۔

حبس دم ذکر میں مفید ہوتا ہے گرمیِ دل، ذوق



و شوق، رقت، محبت، خیالات و وسوس کا ازالہ اس کے فوائد ہیں، اور اس سے کشف بھی حاصل ہو سکتا ہے نفی و اثبات کے ذکر میں حد و طاق کی رعایت معمول ہے۔ اور اس کو وقوف عدوی کہتے ہیں۔ نفی و اثبات کے ذکر کا مذکورہ بالا طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم فرمایا تھا۔ ایک سانس میں ایک بار سے لے کر اکیس بار تک پہنچائے اگر اکیس بار تک پہنچایا اور کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو اس کا عمل باطل ہے۔ نئے سرے سے شرائط کی اچھی طرح پابندی کے ساتھ کرے۔

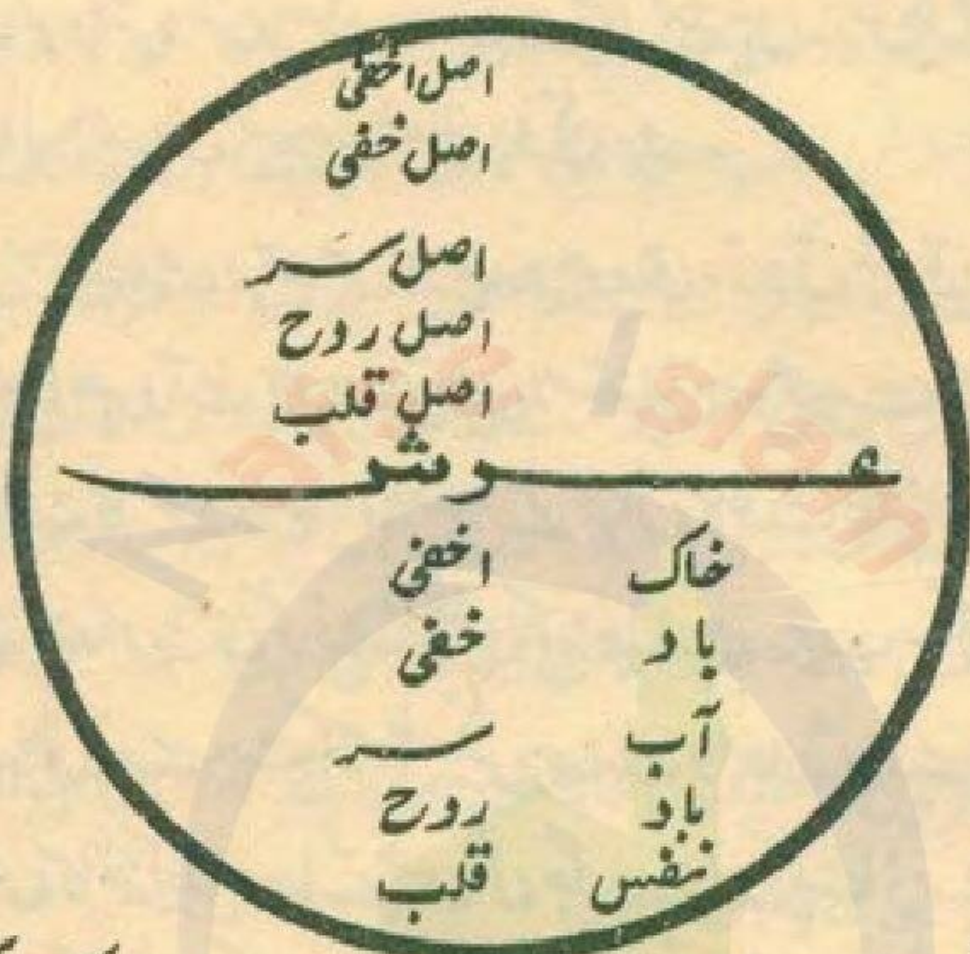
**طریق دوم** دوسرا طریقہ ”مراقبہ“ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر ذکر اور بغیر رابطہ شیخ خیالات فاسدہ سے اپنے دل کو محفوظ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ذات الہی کی طرف ہر وقت متوجہ رہے تاکہ توجہ الی اللہ بلا مزاحمت اس کی عادت بن جائے اس کو ”حضور“ بھی کہتے ہیں اور ذکر سے مقصود بھی یہ ہی ہے۔



طریق سوم شیخ شامل و مکمل کی صحبت سے استفادہ  
 تیسرا طریق ہے، شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل  
 غفلت سے پاک ہو جاتا ہے۔ جذبہ محبت اور مشاہدہ الہی کے  
 انوار کی شمع مریدین روشن ہو جاتی ہے۔ شیخ کی موجودگی میں  
 تواضع اور اس کی خوشنودی کے خیال سے اور اس کی غیر  
 موجودگی میں اس کا تصور کر کے مرید فیض پاتا ہے، مشائخ  
 نے فرمایا ہے کہ یہ طریق مقصد تک آسانی سے پہنچانے والا  
 ہے، اور اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

ان سب اعمال و اشغال کے بعد جب دل کو  
 حضور و جمیعت حاصل ہو جائے۔ اور تقریباً چار گھنٹہ  
 دل میں خطرات و وساوس نہ آئیں۔ تو یہ اس امر کی علامت  
 ہے کہ دائرہ امکان جس کو مشائخ نے پہلا دائرہ کہا ہے۔  
 کو سالک نے طے کر لیا ہے۔ بعض مشائخ نے انوار دیکھنا  
 اس دائرہ کو طے کرنے کی علامت فرمایا ہے دائرہ امکان کا  
 نصف زمیں سے عرش تک ہے اور دوسرا نصف عرش سے  
 اوپر ہے اور عالم خلق عرش کے نیچے ہے، اس کی شکل یہ  
 ہے:-





مراقبہ معیت :- اس کے بعد آیت کریمہ وهو معکم اینما کنتم  
 روہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے  
 آیت کریمہ کے معنی کا خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت میرے  
 اور کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے۔ اس مقام میں لا الہ  
 الا اللہ کا زبانی ذکر اس طرح کہ سالک کی توجہ قلب کی طرف  
 ہو اور قلب کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف معنی کی رعایت کے  
 ساتھ بہت فائدہ دیتا ہے، اس مراقبہ میں فیض کا منشاء  
 ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے اور لطیفہ قلب پر فیض وارد  
 ہوتا ہے۔ دائرہ ولایت صغریٰ دو دائرہ ہے اور



اس کو دائرہ ظل اسماء و صفات بھی کہتے ہیں۔ اس میں تجلیات افعالیہ الہیہ میں "سیر" حاصل ہوتی ہے۔

نیز اس مرتبہ میں توحید و جود، ذوق شوق، رونا و صہونا، ہر وقت ذات حق میں استغراق، و محویت اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ، ماسوا کے خیال کا مٹ جانا، حاصل ہوتا ہے اور اسی کو فنائے قلبی کہا جاتا ہے۔ جب سالک کی توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کرے اور نفس کا تزکیہ ہو جائے جس کی جگہ درمیان پیشانی ہے تو ولایت کبریٰ جو کہ ولایت انبیاء ہے شروع ہو جاتی ہے یہ ولایت تین دوائر اور ایک قوس مشتمل ہے۔

پہلے دائرہ میں آیت کریمہ نحن اقرب الیہ من

جبل الوریذ رسم تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں اے مفہوم کا مراقبہ ہے جس کی نیت اس طرح کرے کہ اُس ذات سے جو میری جان کی رگ سے بھی میرے زیادہ نزدیک ہے۔ مجھ پر فیض آرہا ہے فیض کا منشاء دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ ہے لطیفہ نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ پر، اس مرتبہ میں لا الہ الا اللہ کا ذکر زبان اور خیال سے



اُن کے شرائط کے ساتھ، ترقی بخشنا ہے۔ کامل توجہ الی اللہ  
 خطرات و وساوس کا ازالہ اسی طرح عروج و نزول اور  
 قلب کی خاص کیفیات اس مقام کا نقد سرمایہ ہیں۔ بلکہ آہستہ  
 آہستہ تمام بدن پر انجذابی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اس مرتبہ  
 میں لطیفہ قلب کی بہ نسبت حالات و کیفیات بے رنگ  
 اور بے مزہ ہیں، لطیفہ نفس میں اس مرتبہ کی نسبت جب  
 قوی ہو جائے گی تو قلب فراموش ہو جائے گا۔

دوسرے دائرہ میں آیت شریفہ *محبہ و محبوبہ* (وہ اُن  
 سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) کے معنی  
 کو ملحوظ رکھ کر مراقبہ محبت کرے اس تصور سے کہ اُس  
 ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست  
 رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے منشا فیض  
 ولایت کبریٰ کا دائرہ ثانیہ ہے جو کہ دائرہ اولیٰ کی وصل ہے  
 مورد فیض صرف لطیفہ نفس ہے۔

تیسرے دائرہ میں بھی آیت کریمہ *محبہ و محبوبہ* (وہ  
 اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو  
 دوست رکھتا ہے) کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ



اُس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے۔ منشاء فیض ولایت کبریٰ کا دائرہ ثالث ہے جو ایشیاء علم کی ولایت اور دائرہ ثانیہ کی اصل ہے قوس میں بھی آیت کریمہ مذکورہ بالا کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے۔ فیض کا منشاء ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ تیسرے دائرہ کی اصل ہے۔ یہ تین اصول ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے اعتبار ہیں کہ جو صفات و شیونات کے میادی ہیں۔

ہر زمانے روی جاناں را نقابے دیگر است  
 ہر حجابے را کہ طے کردی حجابی دیگر است  
 ولایت کبریٰ کے مقام بلند میں سالک کو درج ذیل امور حاصل ہوتے ہیں۔ سینہ کھل جاتا ہے۔ صبر و شکر کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ کہ قضا و قدر کے حکم پر چوں و چرا ختم ہو جاتی ہے۔ احکام شرعیہ کے قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی جن چیزوں میں دلیل کی ضرورت ہوا



کرتی ہے وہ سب کے سب بدیہی بن جاتی ہیں۔ ہر قسم کی شورش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ترین یقین ہو جاتا ہے نفس کو استہلاک و اضمحلال (ہلاک ہونا اور گھٹنا) ہوتا ہے۔ جس طرح کہ برف و صوب میں گپھل جاتی ہے۔ توحید شہودی جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ ”انا“ مر جاتا ہے کہ سالک اپنے وجود کو حضرت حق جل مجدہ کے وجود کا پر تو اور اپنے وجود کے توابع کو حق تعالیٰ کے وجود کے پر تو کے توابع جانتا ہے جب خود کے لئے لفظ انا استعمال کرتا ہے تو اس کو مجاز سمجھتا ہے۔ اپنی نیتوں کو تہمت زدہ اور اپنے عملوں کو ناقص سمجھتا ہے۔

اخلاق حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں، رذائل اخلاق حصر، نجل، حسد، کینہ، تکبر، حب جاہ وغیرہ سے تزکیہ و صفائی ہو جاتا ہے۔

ولایت کبریٰ اور سیر اسم الظاہر طے کرنے کے بعد اسم الباطن کی سیر و سلوک سامنے آتا ہے، سیر اسم الباطن کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ کرام کہا جاتا ہے۔ اس ولایت میں سوائے عنصر خاک عناصر ثلاثہ



یعنی آگ پانی، ہوا سے کام پڑتا ہے۔ مراقبہ میں ذات باری جو اسم الباطن کا مسمیٰ ہے کو ملحوظ رکھے فیض کا منشاء دائرہ ولایت علیا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اور نفل نماز بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ توجہ، حضور اور عناصر ثلاثہ میں عروج و نزول حاصل ہوتا ہے۔ اس دائرہ میں باطن کے اندر عجیب وسعت اور ثناء اعلیٰ (فرشتوں کی دنیا) کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں۔ اور ایسے راز جو پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں معلوم ہونے لگیں۔

جب اسم الظاہ اور اسم الباطن کی سیر سالک نے طے کر لی تو گویا اُس کو مقصود یعنی ذات بحت کی طرف سیر کے لئے ڈوبنا شروع ہو گیا۔ ولایت علیا طے کرنے کے بعد اگر فضل الہی شامل ہو تو اُس کو سب سے پہلے کمالات نبوت میں سیر واقع ہوگی۔ کمالات نبوت کا مطلب ہے تجلی ذاتی۔ دائمی۔ بے پردہ اسماء و صفات اس جگہ ذات بحت کا کہ جو منشاء ہے کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں اور مورد فیض لطیفہ خاک ہے۔

اس عجیب مقام میں جس کے ایک نقطہ کا طے کرنا تمام



مقاماتِ ولایت سے بہتر ہے حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے  
 نگرانیِ شورش، طلب، بے تابی شوق سب کے سب زائل  
 ہو جاتے ہیں اور ان سے یقین حاصل ہو جاتا ہے معرفت کے  
 مقام، حال یہاں کوتاہ دست معلوم ہوتے ہیں۔ لا تدرکہ  
 الابصار کے مصداق یافت اور ادراک یہاں پر نارسائی  
 کی علامت ہے نسبت باطن کی بے علمی اور ناشناسی اور  
 وصلِ عرفانی کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس جگہ  
 وصول ہے، حصول نہیں۔

اتصالے بے تکلیف بے قیاس

ہست رب الناس را با جانِ ناس

یعنی لوگوں کے رب کو لوگوں کی جانوں کے ساتھ ایک  
 بے اندازہ اور بے کیف اتصال ہے، صفائیِ قلب،  
 اطمینانِ کامل، شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ  
 کا اتباع، باطنی نسبت میں وسعت، اور بے رنگی و بے  
 کیفی حاصل ہوتی ہے، اس مقام کے معارف انبیاء علیہم  
 السلام کے شریعتیں ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے  
 اور دوسروں کو انبیاء کی متابعت و وراثت سے



حاصل ہوتا ہے۔ توحید و جود و قیود و قیود میں جو کہ معارف میں سے پس راستہ میں رہ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کمالات رسالت کا مراقبہ کرے، اس ہیت سے کہ اس ذات بحت سے جو کمالات خاص رسالت کا منشاء ہے سالک کی ہیت وحدانی پر فیض آرہا ہے دسوں لطیفوں میں تکمیل اور تقریر کو ہیت وحدانی کہتے ہیں عروج و نزول و اسجدات تمام بدن کا حصہ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور لمبی قرأت کے ساتھ نقل نماز میں کمالات کمالہ اسی طرح حقائق سبعہ جن کا بیان آگے آرہا ہے میں ترقی بختم ہے۔ اس مرتبہ میں بھی بے رنگی اور بے کیفی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سارے مقامات ذات بحت حق بجا و تعالیٰ کے بحر بے کنار کی موجیں ہیں جل جلالہ و عم نوالہ۔

اس کے بعد اس ذات بحت سے جو کمالات اولوالعزم کا منشاء ہے اپنی ہیت وحدانی پر فیض لینے کا مراقبہ کرے۔ اس کے بعد حقیقت کعبہ کا مراقبہ کرے اس طرح کہ اس ذات واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقت کعبہ ربانی کا منشاء ہے میری ہیت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی رک



پرمشہود ہو جاتی ہے اور سالک کے باطن پر ہیبت غالب ہو جاتی ہے۔ جب فنا و بقا اس مرتبہ پاک کی حاصل ہو جاتی ہے تو سالک خود کو کبھی اس سے منصف سمجھتا ہے، اور ممکنات کی توجہ اپنی طرف سمجھتا ہے۔

بعد ازاں حقیقت قرآن مجید کا مراتبہ کرے کہ اُس کمال وسعت والی بے چون ذات سے جو منشا حقیقت قرآن مجید ہے میری ہیبت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ کلام الہی کے بطون اسرار اس جگہ ظاہر ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے۔ جس سے گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کے وقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم رکھتی ہے اور قاری کا تمام قالب زبان میں معلوم ہوتا ہے، قرآن مجید کے انوار کے ظاہر ہونے کی علامت عارف کے باطن کے اوپر ایک ثقل (بوجھ) کا وارد ہوتا ہے۔

آیت کریمہ انا نلقی علیک قولاً ثقیلاً (بے شک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری قول ڈالیں گے) میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔



اس پاک مرتبہ سے بھی اُونچا ایک اور مرتبہ ہے جس کا نام "حقیقت  
 صلاۃ" ہے اس کا مراقبہ اس طرح معمول ہے کہ سالک نیت  
 کرے کہ اُس ذاتِ بے مثل کمال وسعت والی بے چون  
 سے جو حقیقت صلاۃ کا منشا ہے میری ہمت و حدائی پر  
 فیض آ رہا ہے۔ اس مقام کی بلندی کے بارے میں کیسے  
 لب کشائی کی جائے۔ کیونکہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک حصہ  
 ہے اور حقیقت کعبہ دوسرا حصہ جس سالک کو یہ پاکیزہ  
 حقیقت مل جائے۔ تو وہ نماز کی ادائیگی کے وقت اس  
 دار فانی سے چلا جاتا ہے اور دارِ آخرت میں داخل ہو جاتا  
 ہے، حدیث شریف ان تعبد اللہ کانتک تراه اس مقام  
 کو پوری طرح آشکارا کرتی ہے۔ اور اسی حالت شریفیہ کے  
 متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔  
 الصلاة معراج المؤمن (نماز مومن کی معراج ہے) نیز آپ  
 نے ارشاد فرمایا ہے اقرب ما يكون العبد من الرب في  
 الصلاة (بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ نماز میں قریب  
 ہوتا ہے) اگر نماز پڑھنے کا حکم نہیں فرماتا تو چہرہ مقصود کی  
 نقاب کشائی کون کرتا۔ اور طالب کو مطلوب کی رہنمائی کون



کرتا۔ نگساروں کو لذت بخشنے والی نماز ہے۔ بیماروں کو آرام پہنچانے والی نماز ہے۔ ”ارحمن یا بلال“ اے بلال مجھے نماز کے ذریعہ راحت پہنچا، میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور قسۃ عینی فی صلاۃ۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے میں بھی اسی کی طرف رہنمائی ہے۔ لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جم غفیر اپنے اضطراب اور فیض کی تسکین و علاج راگ و نغموں کے پردہ میں دیکھتے ہیں اور اپنے مطلوب کو سماع و وجد و تواجد میں تلاش کرتے ہیں اسی لئے وہ رقص و رقصی کو اپنی عادت بنالیتے ہیں اگر نماز کے کمالات کا ایک شمع بھی ان پر ظاہر ہوتا تو کبھی بھی سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے ع

چوں ندیدند حقیقت رہ افانہ زوند  
حقیقت صلاۃ کے اوپر معبودیت صرفہ کا مرتبہ ہے جو کہ  
سب کی اصل اور سب کی جائے پناہ ہے اس مرتبہ میں  
وسعت اور اس کے ساتھ کوتاہی ظاہر ہوتی ہے۔  
امتیاز راہ میں رہ جاتا ہے سیر قدمی تمام ہو جاتی ہے۔



لیکن الحمد للہ نظر کو منح نہیں فرمایا گیا دسیر قدمی کی کوئی  
گنجائش نہیں ہے یعنی پرواز سے اس میں نہیں پہنچ سکتا  
بلکہ سیر نظری ہے نظر یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ  
نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے ع

بلا بودی اگر این ہم بنودی

یعنی اگر یہ کبھی نہیں ہوتا تو مصیبت ہوتی۔

اس مرتبہ میں مراقبہ ذات محض جو معبودیت صر  
کا منشا رہے کرتے ہیں، قف یا محمد راے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
توقف فرمائے، میں ممکن ہے اشارہ اسی کوتاہی قدم کی  
طرف ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹہر جائے اور قدم  
آگے نہ بڑھائے کیونکہ مرتبہ حقیقت کے اوپر حضرت  
حق سبحانہ و تعالیٰ کے تجرد و تنزہ کا مرتبہ ہے کہ وہاں قدم  
کو جولانی کی اجازت نہیں ہے اور نہ گنجائش۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام پر منکشف  
ہوتی ہے اور ما سوا اللہ سے عبادت کی نفی مشکل ہو جاتی  
ہے۔ اور اس بات کا یقین کامل کہ معبود حقیقی کے سوا کوئی  
عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس مقام میں حاصل ہوتا ہے



اور عابد معبود سے کما یتبعی جدا ہو جاتا ہے لا الہ الا اللہ کے معنی  
منتہیوں کے نسبت لا معبود الا اللہ ہیں وہ اس جگہ معلوم  
ہو جاتے ہیں جیسے کہ مبتدیوں کے نسبت لا موجود الا اللہ  
اور متوسطین کی نسبت لا مقصود الا اللہ ہیں۔ اس  
مقام مقدس میں نظر اور تیز بصری میں ترقی نماز کی عبادت  
پر منحصر ہے۔

جاننا چاہیے کہ حقائق الہیہ کی سیر یہاں تک ختم  
ہو جاتی ہے اب ان حقائق میں ترقی صرف اللہ تعالیٰ  
کے فضل پر موقوف ہے اب حقائق ایثار کا بیان ہوتا  
ہے ان حقائق میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم  
کی محبت پر موقوف ہے جیسا کہ حق سبحانہ اپنی ذات کو  
دوست رکھتا ہے۔ اسی طرح اپنی صفات اور افعال کو  
بھی دوست رکھتا ہے پس محبت کی دو قسمیں  
ہوئیں (۱) محبتیت (۲) محبوبیت، محبت ذاتیہ کے  
کمالات کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام  
میں اور کمالات صفاقی و محبوبیت اسمانی کا ظہور حضرت  
ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر



انبیاء علیہم السلام میں متحقق ہے۔ لہذا سالک کی سیر سب سے پہلے کمالاتِ صفاتی اور حقیقتِ ابراہیمی میں کہ مقامِ خلّت اسی سے کنایہ ہے شروع ہوتی ہے۔

اس جگہ مراقبہ اس طرح کرے کہ اُس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشاء ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آتا ہے۔ یہ مقام بہت ہی عجیب اور بہت برکتوں والا ہے۔ انبیاء کرام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں اور حبیبِ خدا سیدِ ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بموجبِ آیت کریمہ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا اَپ مِلَّتِ اِبْرٰهٖمَ کی اتباع کریں جو سب سے پہلے صرف اللہ کے ہونے والے ہیں، اتباعِ ملتِ ابراہیمی کا حکم فرمایا۔ اسی لئے حضور نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم کے درود سے تشبیہ فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اُمت کو درودِ ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔ اللہم صلی اللہ علی محمدؐ کما صلیت علی ابراہیمؑ وعلی آلِ ابراہیمؑ انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمدؐ کما بارکت علی ابراہیمؑ وعلی آلِ ابراہیمؑ انک حمید مجید بس اس مقام میں درودِ ابراہیمی پڑھنا ترقی بخشتا ہے اور سالک کو



ذات حق سبحانہ کے ساتھ خاص اُنس و خلوت پیدا ہو جاتی ہے اور محبوبیت صفاتی جو کہ عالم مجاز میں خط و خال اور قد و عارض و غیرہ سے تعبیر کی جاتی ہے بطور عکس جلوہ گر ہوتی ہے اس مقام کو طے کرنے کے بعد سالک کی سیر حقیقت موسوی جو کہ محبت صرفہ سے کنایہ ہے میں ہوتی ہے، مراقبہ اس طرح کرے کہ وہ ذات جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے میری ہمت و حرانی پر فیض پہنچاتی ہے۔ اس مقام میں ایک عجیب کیفیت پوری قوت سے ظاہر ہوتی ہے کمالاتِ مجتبیٰ یعنی محبت ذاتی کا ظہور استغنا اور بے نیازی کے ساتھ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض موقعوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے تکلفی کے کلمات نکلے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے کلام کو نقل کرتے ہوئے فرمایا۔  
 اِنْ هِيَ اِلَّا فَتْنٰک۔

اس مقام میں درود شریف اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین خصوصاً علی کلیم موسیٰ علیہ السلام ترقی بخشا ہے۔

اس مقام سے اوپر مرتبہ حقیقت الحقائق ہے



جس کو حقیقت محمدیہ علی صا جہا الف الف تخبہ کہا جاتا ہے  
 اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جو محبوب  
 بھی ہے اور محبوب بھی اور حقیقت محمدی کا منشا رہے میری  
 ہئیت وحدانی پر فیض رساں ہے گویا نام نامی محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے دویم محبتیت و محبوبیت کی طرف اشارہ ہیں۔  
 اس مقدس مقام میں خاص طرز پر فنا و بقا حاصل ہوتی ہے  
 اور سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک  
 خاص قسم کا اتحاد میسر ہو جاتا ہے اور رفع توسط کے معنی کہ  
 اکابر اولیاء اس کے قائل ہوتے ہیں یہاں ظاہر ہوتے ہیں  
 اور تابع متبوع کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کر لیتا  
 ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں  
 ہم آغوش و ہمکنار ہیں اور دونوں ایک ہی بستر سے ہیں  
 اور شیر و شکر ہیں۔ اور اس درجہ محبت آن سرور صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے پیدا ہو جاتی ہے کہ امام الطریقہ حضرت  
 مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کے معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ  
 میں خدائے عز و جل کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ اس مقام میں سالک کو



اپنے تمام دینی و دنیوی امور اور ہر حرکت و سکون میں  
محبوب رب العالمین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اتباع سے کامل رغبت ہو جاتی ہے۔ کثرت درود ترقی  
بخشتا ہے۔

مرتبہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الف الف تجنیہ ظہور  
اول ہے اور اس کو حقیقتہ الحقائق بھی کہتے ہیں اس لئے کہ  
یہ تمام حقائق خواہ وہ حقائق انبیاء ہوں یا حقائق ملائکہ  
علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے نفل کی مانند ہیں۔

حقیقت محمدی کے بعد ساک کی ترقی دائرہ حقیقت  
احمدی میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ میں مراقبہ اس طرح کرے کہ  
وہ ذات جو حقیقت احمدی کا منشاء ہے۔ میری ہیئت وحدانی  
پر فیض رساں ہے۔ اس مقام بلند میں نسبت سابقہ علیہ  
انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب و غریب کیفیت  
پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان کرنے اور لکھنے سے باہر ہے۔ محبوبیت  
ذاتی اس مقام پر منکشف ہوتی ہے۔ محبوبیت ذاتی کا مطلب  
یہ ہے کہ صرف ذات سے قطع نظر صفات سے محبت کی جائے  
محبوبیت صفاتی کے سلسلہ میں پہلے گذر چکا ہے کہ محبوب



کے چند صفات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔  
البتہ یہ امر ذوقی ہے جب تک ذوق نہ ہو یہ امر حاصل  
نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آندار و آن نگار کہ آنست ہر چہ ہست  
آنرا طلب کنند حریفان کہ آن کجا است  
ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

شاہد آن نیست کہ موے دمیال نے دارد  
بندہ طلعت آن باش کہ آنے دارد  
یعنی معشوق وہ نہیں ہے کہ جس کے بال دلفریب اور جس  
کی کمر پتلی ہو ہم تو اس کی خوبصورتی کے قائل ہیں جو کوئی  
ادار کہتا ہو۔

اس مرتبہ میں درود شریف الہم صلی علی سیدنا محمد  
وعلی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد افضل صلواتک  
عدومعلوماتک و بارک وسلم کذا کہ ترقی بخشتا ہے۔

اب بطور وضاحت مقام حضرت قیوم ربانی مجرد  
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے چند سطور تحریر کرتا  
ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دو



ناموں کے ساتھ موسوم ہیں اور آپ کے دونوں اسمائے مبارکہ قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں، محمد رسول اللہ اور اسمہ احمد اور ان دونوں مبارک ناموں کی ولایت علیحدہ علیحدہ ہے۔ ولایت محمدی اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محبوبیت ہی سے پیدا ہوئی ہے مگر اس جگہ آپ کی محبوبیت، محض محبوبیت نہیں ہے، محبت سے بھی میل رکھتی ہے، اگرچہ یہ میل اصالتاً ثابت نہ ہو، لیکن مقام محبوبیت محضہ کو مانع نہیں!

اور ولایت احمد نوری محبوبیت ہے کہ اس میں محبت کا شائبہ بھی نہیں اور یہ ولایت پہلی ولایت سے مطلوب سے نزدیکی کے اعتبار سے ایک مرحلہ آگے ہے، اور محب کے لئے مرغوب تر ہے، کیونکہ محبوب اگرچہ محبوبیت نام رکھتا ہے اور استغنا و بے نیازی اس کی کامل تر ہوتی ہے، محب کی نظر میں زیادہ زیبا اور زیادہ رعنا ہوتا ہے اور اکثر محب کو اپنی طرف کھینچتا اور اسے والد و فریقہ بناتا ہے۔ مگر بے نیازی اس کی زیبائی ہی آفت نہیں ہے بلکہ اس کی بے نیازی میرے لئے زیادہ مصیبت ہے



اور اس مصیبت و بلا سے مراد عشق کا افراط ہے کہ  
محبوب خود عاشق ہے، سبحان اللہ اسم احمد کی کیا شان ہے  
کہ کلمہ مقدسہ احد سے اور حرف میم کے حلقہ سے جو اسرار  
الہی کے غوامض سے ہے مرکب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عالم بے چوں میں، گنجائش نہیں رکھی  
کہ عالم چوں میں اس سرکنتوں کی تعبیر بغیر حلقہ میم کے  
سما سکے، اگر گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تعبیر  
فرماتے۔

وہ احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حلقہ میم  
طوق عبودیت ہے کہ بندہ کو مولا سے متمیز کرتا ہے، پس  
بندہ وہی حلقہ میم ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لئے  
اور اظہار خصوصیت کے لئے لایا گیا، فصلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم  
سوال :- مشائخ تھے فنا و بقا کا جو ذکر فرمایا اور  
ولایت کو اس کے ساتھ مربوط فرمایا تو اس کا کیا مطلب  
ہے اور جو فنا و بقا تعین محمدی کے سلسلہ میں ذکر کی گئی۔  
اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب :- وہ فنا و بقا جس کے ساتھ ولایت مربوط



ہے شہود کی فنا و بقاء ہے۔ اگر فنا زوال ہے تو باعتبار نظر ہے اور اگر بقاء اثبات ہے تو وہ بھی باعتبار نظر ہے، وہاں صفات بشری کا پوشیدہ ہو جانا مراد ہے۔ ذکہ زوال۔ اور تعین کا فنا ایسا نہیں بلکہ اس میں صفات بشری کا زوال و جو دی محقق ہوتا ہے۔ اور حبد سے تکوینی روح کا انخلا ہے۔

اور تعین کے بقا میں بھی بندہ اگر چہ حق نہیں ہو جاتا اور نہ بندگی کے دائرہ سے نکل جاتا ہے بلکہ حق سے بہت زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے آپ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ اس سے احکام بشری مسلوب ہو جاتے ہیں۔

مرتبہ حقیقت احدی طے کرنے کے بعد ”حُب صرف“ کا مقام آتا ہے اس جگہ مراقبہ ذات جو حُب صرف کا منشا ہے کرتے ہیں۔ اس مقام میں کمال بلندی اور بے رنگی لازمی امر ہے، ذات مطلق اور لاتعین کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے کیونکہ سب سے پہلی چیز محبت ہے جو کہ ذات مطلق سے ظہور پذیر ہوتی ہے محبت منشا ظہور و مبداء تخلیق مخلوقات ہے۔ حدیث شریف۔



کنت کثراً مخفياً  
فاحسبت ان اعرف  
مخلقت الخلق لان  
اعرف  
میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا  
میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں  
تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا  
تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

ہمارے اس مدعا پر نقص قطعی ہے اور اصل میں حقیقت  
محمدی یہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا ظل ہے  
حدیث قدسی۔

لولاک لما خلقت  
الافلاک ولولاک  
لما اظہرت الربوبیۃ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ  
نہیں ہوتے تو میں آسمانوں  
کو پیدا نہیں کرتا اور اگر آپ  
نہیں ہوتے تو میں اپنی ربوبیت  
کو ظاہر نہیں کرتا۔

میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے ر خوب سمجھ لو اور کوتاہی  
کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ (یہ مقام حضرت سید الاولین  
والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے  
انبیاء علیہ السلام کے حقائق اس جگہ پاتے نہیں جلتے اس  
کے بعد مقام ”الاعین“ اور حضرت ذات کے اطلاق کا مرتبہ



ہے کہ قدم کے لئے وہاں جولانی کی گنجائش نہیں، یعنی سیر قدمی نہیں ہے۔ سیر نظری البتہ موجود ہے اور چونکہ حضرت ذات کی کوئی انتہا نہیں نظر عاجز حیران اور سرگردان ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

گلچین بہار تو ز دامن گلہ وارد

یہ مقام بھی حضور سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ خاص ہے اس جگہ مراقبہ اُس ذات کا جو تعینات سے بری ہے کرتے ہیں۔

یہ ہے مختصر طور پر مقامات کا بیان جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانیؑ کو سرفرازا اور ممتاز فرمایا اور ایک نیا طریقت عنایت فرمایا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

حضرت محمد و الف ثانیؑ اور آپ کے عظیم فرزندوں

اور آپ کے بلند مرتبہ خلفاء۔ بڑے بڑے علماء اور عقلا اور



ارباب دانش و بنیاد کے ایک جہان کو ان مقامات قرب سے  
بہرہ ور اور کامیاب بنایا ہے۔

چنانچہ اس ذرہ بے مقدار اور لاشی بے اعتبار کو ان  
دو بزرگ شیوخ اور کامل قطبوں نے (جن میں ایک تو میرے  
والد ماجد، سنت کے زندہ کرنے والے، بدعات کو قطع کرنے  
والے علم و حیا کے مصوّر، جو دوسخا کے منبع یکتا و استقامت  
کے پہاڑ، طریقت و حقیقت کے رازوں کے واقف یگانہ  
روزگار ہمارے آقا، ہمارے ہادی حضرت، شاہ ابوسعید  
صاحب اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کو طالبوں کے سروں پر  
تادیر دائم و برقرار رکھے آپ کی تاریخ ولادت اس مصرعہ  
سے ظاہر ہے "عالم و حافظ ولی بادا اور آپ کا اسم مبارک  
بطور تعمیل اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے :-

قدت راہوی معطر چو دید  
کلاہ سعادت بیوشید عید

(آپ کے قد کو خوشبو کے ساتھ معطر جب دیکھا تو عید نے  
کلاہ سعادت پہن لی)

فی المہر منطلق عن سعادة جذأثر النجاة ساطع البرهان  
رجھولے میں اپنے دادا کی سعادت



کے متعلق گویا ہے، شرافت نسبتی کے اثرات بالکل ظاہر ہیں  
 ”فرد“ سعید ازاں آمد نام او۔ سعادت بود اولین گام او  
 ازاں سے ان کا نام سعید ہے، سعادت اُن کا پہلا قدم ہے  
 آج کل آپ اپنے پیرومرشد کی مسند ہدایت و ارشاد پر فائز  
 ہو کر ہزاروں طالبانِ حق کو جو دنیا کے حصّوں سے چوٹیوں  
 اور ٹڈیوں کی طرح آپ کے آستانہ پر حاضر ہوئے فیضِ رساں  
 ہیں اور شریعتِ محمدی اور طریقہ احمدی کی ترویج و اشاعت  
 میں اپنے آبا و اجد کی طرح سرگرم عمل ہیں اللہم زد فردو  
 و کثر اخواننا فی الدین۔

دوسرے قطبوں کے قطب بوڑھوں اور جوانوں  
 کے شیخ تیرھویں صدی کے مجددِ نائبِ رسول خلیفہِ خدا،  
 شریعتِ محمدی کی ترویج کرنے والے عالم ربانی، محبوبِ انبی،  
 ہمارے امام ہمارے قبلہ ہمارے مرشد ہمارے ہادی حضرت  
 شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی النقشبندی احمدی  
 اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی برکات کا  
 فیضان ہم پر جاری رکھے۔ آپ کا پہلا اسم مبارک اس بیت  
 سے بطور تحیہ نکلتا ہے



ترکش تو بدست جائے عصا قیامتی  
 زین دو بلا گریز نیست کاش بجاہ او فتم  
 اور آپ کا دوسرا نام اس شعر سے ظاہر ہے  
 منع نظارہ را مکن لطف تو این قدریں است  
 بندہ چشم خویش دان بہر من این نظر بس است  
 اپنی طرف دیکھنے کو منع نہ کرتیری مہربانی بس یہی کافی ہے اپنی  
 آنکھوں کا غلام سمجھ میرے لئے یہ نظر کافی ہے، اور آپ کی ولادت  
 باسعادت، عمر مبارک اور سال وفات اس سے نکلتا ہے۔  
 سال تولد و حیات و فوت آن سلطان پاک  
 منظر جو دو امام و منظر نیر داں پاک  
 نیز تاریخ وفات اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے  
 جان بحق نقش بند ثانی داد  
 نور اللہ مضجعہ اللہ تعالیٰ آپ کی آرام گاہ کو انوار  
 سے بھر دے، یہی آپ کی تاریخ وفات ہے۔ حضرت مولانا  
 خالد رومی کہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کامل ترین اور  
 بزرگ ترین خلیفہ ہیں، بلا و عرب۔ روم شام میں قبولیت  
 اور شہرت رکھتے ہیں، خوارق و کرامات آپ سے ظہور پذیر



ہوتے ہیں خواص و عوام متلاشیان حق کے آپ پناہ گاہ  
ہیں، موصوف نے ایک قصیدہ حضرت پیر و مرشد کی تعریف  
میں نظم کیا ہے۔ اس کے چند اشعار آپ کی یاد تازہ کرنے کے  
سلسلہ میں درج ہیں۔

ولیوں کے پیشوا دشتِ خدا بینی کی سیاحت کرنے والے  
اللہ تعالیٰ کے دوست دریلے معرفتِ الہی کے ستیا رح۔ تمام اولیاءِ دین  
کے چراغ، پیشواؤں کے رہنما، روحانی بزرگوں کے قبلہ و کعبہ، دنیا  
کے چراغ، علم و نظر کے سورج، خزانہ معرفت کی کنجی۔ اسرارِ الہی کے خزانہ  
قدس کے امین، عیدِ اللہ اور ایسے بادشاہ کہ آپ کی توجہ  
سے سیاہ پتھر بھی لعل بدخشاں کی خاصیت دیتا ہے ہندوستان  
آپ کی انفاس کی برکت سے ہمیں ہو گیا۔ انفاسِ رحمانی کی مہک  
براہِ جاری ہے۔ اگرچہ آپ کے مشعل کی جگہ دہلی ہو لیکن آپ  
کی مشعل سے دنیا ایک کوٹے سے لے کر دوسرے کوٹے تک  
نورانی ہے۔

نوع انسانی میں آپ کی کوئی مثل نہیں ہے  
آپ کے فیض کی موجودگی میں سورج کو دنیا کی حکمرانی  
کا دعویٰ زیب نہیں دیتا۔ آسمان کے لئے آپ کی عظمت و



رفت کے مقابلہ میں برابری کا امکان نہیں ہے۔ ہوا کو آپ کی بارگاہ میں آہستہ روی کی تاب نہیں ہے۔ اور آپ کی ہمت کے سامنے پہاڑ کو گران جانی کی۔

اگر پہلے زمانے کے استاد اس زمانہ میں ہوتے تو آپ کی محفل میں زانوئے تلمذ تہ کرتے، بزرگوں نے معارف کے جو سینکڑوں دفتر بیان کئے وہ سب آپ کو ازبر ہیں اور وہ تمام بزرگ آپ کے نزدیک طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بہت سے بسطامی اور منصور جیسے بزرگ آپ کے کوچہ میں پڑے ہوئے ہیں لیکن آپ نے اس بلند مرتبہ کے باوجود منہ سے انا الحق نہیں نکالا۔ زمانہ بھر کے اقطاب کا آپ کے معاملہ میں دعویٰ رہنمائی ایسا ہی زیب دیتا۔ جیسا کہ اندھیرا روشن چاند کے مقابلہ میں ٹہ ہانکے آپ کی روحانیت کے مقابلہ میں دیگر ارواح اتنی پست ہیں کہ آپ کے قلعہ فکر تک ان کی پہنچ ہی نہیں ہو سکتی۔

آپ نے اپنی توجہات سے تمام مقاماتِ مجددی میں سرفرازا و ممتاز فرمایا اور اپنی ناقص استعداد کے موافق ہر مقام کی کیفیت و برکت اور نور جدا جدا دریافت کی ان



میں سے بعض باز چھپانے کے لائق ہیں کہ ان کے بیان کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا ہے۔

بحان اللہ اپنے پیر و سنگیر جن پر میری دل و جان قربان ہو کی قوت توجہ کو کس طرح بیان کروں کہ آپ جب ایک مقام کی توجہ دلاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام کو اپنی جگہ سے اٹھا کر مجھ کے کمرے پر ڈال دیا ہے یا اس حقیر کو امکان کی پستی سے اٹھا کر مقام بلند پر پہنچا دیا ہے حضرت والا کی عنایت و شفقت اس نا اہل پر اس قدر تھی کہ اگر ساری عمر اپنی پلکوں سے آپ کے آستانہ کی جا رو بکشی کروں تب بھی معمولی سا حق تربیت والا کا ادا نہ ہو۔

(نزد)

اگر میرے روئیں روئیں کو زبان دے دی جائے تو آپ کے ہزار احسانات کا ایک شکر بھی ادا نہ کر سکوں چنانچہ ایک روز بندہ نوازی کرتے ہوئے اپنے غلام کو آپ نے طلب فرمایا اور اپنے نزدیک بٹھلایا اور پیران کبار کی فاتحہ پڑھ کر میری طرف توجہ فرمائی میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجدد الف ثانی خازن الرحمن شیخ محمد سعید



حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم تشریف لائے ہیں اور  
 حضرت پیر دستگیر کی جگہ پر حضرت مجدد الف ثانی تشریف  
 فرما ہوئے، اور حضرت مجدد کے سر مبارک کی طرف تھوڑے  
 فاصلہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا میں معلق تشریف  
 فرما ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیر پر توجہ  
 مبذول فرما رہے ہیں اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا فیض حضرت مجدد سے ہوتا ہوا اس خاکسار تک پہنچ  
 رہا ہے اور اس ناچیز ذرہ کو روشن و منور بنا رہا ہے، اس  
 وقت جو عجیب و غریب کیفیت حاصل ہوئی وہ نہ بیان  
 کی جاسکتی ہے، نہ تحریر میں سما سکتی ہے، بہت دیر تک بیہوش  
 رہا، اور نسبت خاص کے دریا میں مستغرق رہا۔

اس حلقہ میں والد محترم مدظلہ اور عم مکرم شاہ  
 رؤف احمد صاحب جو والد محترم کے اجل خلفا میں ہیں اور  
 جنہوں نے آپ کے ملفوظات و مکتوبات جمع فرمائے ہیں  
 نیز سید اسماعیل مدنی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ  
 غیبی کے سبب نسبت باطنی کے حصول کے لئے پیر و مرشد  
 کی خدمت میں حاضر ہوئے بحالت مراقبہ موجود تھے۔



صبح جب پیرومرشد مدظلہ سے اپنا یہ مشاہدہ عرض کیا تو  
آپ نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی، مگر اخفا کا حکم  
فرمایا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد پیرومرشد  
کی قوت و تصرف کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو  
کتنے بلند مرتبہ اور عالی مقام پر فائز فرمایا تھا۔ آپ کا وجود  
مبارک منجملہ آیات الہی کے ایک آیت اور خدا تعالیٰ کی  
بے پایاں رحمتوں میں ایک رحمت تھا عالم میں آپ کی مثال  
اسی طرح معدوم ہے جیسے عنقا، مغربی کا وجود وہ

میں نے دنیا چھان ماری، بہت سے حسینوں  
کے لطف و کرم آزمائے، بہت سے حسین دیکھے  
مگر تم چیز ہی کچھ اور ہو۔

نیز اسی دوران عید قربان کے موقع پر مجمع عام کیلئے  
اپنے در کے اس حقیر خادم کو اپنے دست مبارک سے ملبوس  
خاص کلاہ، عمامہ اور پیراہن پہنانے کے شرف سے مشرف  
فرمایا، اور اجازت سے سرفراز فرما کر تادیر دعاؤں سے  
مفتخر فرمایا۔



اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ حضرت پیر و مرشد  
کی عنایت اور توجہ کی برکت سے اس خاندان شریف کی  
نسبت سے گو نہ مناسبت پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس بات پر  
بھی قادر ہے کہ وہ اس مرتبہ پر فائز فرما دے جس کا دل  
متمنی ہے۔

کُنْ لِي رَاحَةً يَا بَارِئُ  
جَعَلَتْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرَّةً وَرَوَّابًا  
ہے، اور بار بار یہ رباعی پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔  
میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تری تمنائیں جوں  
خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں میں پڑا رہوں  
مجھ خستہ و خراب کا پوری کائنات میں ہی مقصود ہے  
میرا مرنابھی تیرے لئے ہے اور جینا بھی،

اے میرے معبود اے میرے مولا، تیری درگاہ میں  
قبولیت کے لائق میرے پاس کوئی عمل نہیں میرے دائیں  
طرف کا فرشتہ بیکار و معطل ہے کہ اس کے لکھنے کے لائق کوئی  
عمل نہیں، اور بائیں طرف کا کاتب خوب چوکس کہ سر سے  
پاتک بھر عصیاں میں غرق ہوں، اور گناہوں میں جکڑا ہوا عظیم



گناہوں کے بوجھ سے دبا اور جھکا ہوا حاضر ہوا ہوں  
 اگر آپ دستگیری نہ فرمائیں گے تو لڑکھڑا کر گر پڑوں گا۔ آپ  
 کے لطف و کرم سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں، کیونکہ اپنی  
 رحمت سے مایوس ہونے کو آپ نے منع فرما دیا ہے۔

قطعہ :- روز ازل میں تو نے میری کیفیت ملاحظہ  
 فرمائی تھی اور باوجود عیب دار ہونے کے مجھے اپنا بندہ بنالیا  
 تھا۔

آپ کا علم بھی وہی میرا عیب بھی وہی، اب جس کو تو  
 نے پسند کر لیا تھا اس کو رد نہ کر۔

اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر  
 ہے، اور تیری رحمت ہی اپنے اعمال کے مقابلہ میں سہارا  
 ہے۔ میرے ساتھ وہ سلوک فرما جو تیری رحمت کا مقتضا او  
 ترے شایان شان ہے، وہ برتاؤ نہ کر جس کا میں مستحق ہوں۔  
 رباعی :- میں تو غلیب و مہجور دل رکھتا ہوں، اس کی پرشش  
 نہ فرماتے بس بخش دیجئے، سو طرح کے واقعات درپردہ ہیں پرشش  
 نہ کر معاف فرما دے۔ اگر اعمال کی پوچھ گچھ کی تو مجھے شرم  
 آئے گی اے اکرم الاکرمین پوچھ تا چھ نہ کر بس بخش فرما۔



پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی  
آپ کی عنایت کو اسی طرح اپنے شامل حال دیکھتا ہوں،  
جب بھی کوئی دشواری پیش آتی ہے آپ کے مزار پر حاضر  
ہو کر عرض کرتا ہوں اور وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک بار خواب میں دیکھا کہ حضرت کے قریب بیٹھا  
ہوں اور حضرت مجھ پر توجہ فرما رہے ہیں، آپ کی توجہ شریف  
کا اثر اپنے اندر بے تابی و بے قراری کی صورت میں محسوس  
کر رہا ہوں کبھی اس طرف لڑھک جاتا ہوں کبھی دوسری  
طرف اس وقت آفتاب کی طرح منور ایک نحیف جسم  
ظاہر ہوا اس کی شاعروں نے پوری مجلس کو احاطہ کر لیا  
اور منور بنا دیا۔ توجہ سے فارغ ہو کر اس ناچیز سے آپ نے  
دریافت فرمایا کہ معلوم ہے میں نے کونسی نسبت کی توجہ تم پر  
ڈالی ہے، عرض کیا کسی نئی نسبت سے۔ فرما فرمایا  
کیا ہوں جس کے نام سے ناواقف ہوں، آپ نے ارشاد  
فرمایا کہ تجھے نسبتِ عشقی سے بلندی اور اعزاز بخشا گیا ہے  
نیز ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک مسجد میں بہت بڑا اجتماع  
ہے جس میں پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ میر مجلس ہیں والد محترم



بھی تشریف رکھتے ہیں، اور آپ سے عرض کر رہے ہیں کہ جناب میرے پاس کچھ گندم تھی میں نے ایک شخص سے کہا کہ ان کو بھنوا کر فقرا میں تقسیم کر دو، اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا۔

اسی دوران حضرت مکرس کرا اور عصا اٹھا کر کھڑے ہو گئے، میں بھی اپنے ایک مخلص کے ساتھ حضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، حضرت باوجود ضعف پیرانہ سالی کے اتنی تیز رفتار سے چل رہے تھے گویا ہوا پر اڑ رہے ہیں۔ فدوی بھی کوشش کر کے قدم بقدام چلا جا رہا ہے، حضرت کے دست مبارک میں ایک برتن ہے جس میں کھانے کے قسم کی کوئی چیز ہے اور میرے ہاتھ میں بھی دیا ہی ایک برتن ہے جو کھانے سے پُر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کا بوجھ اٹھالوں چنانچہ اپنا بوجھ اپنے ساتھی کو تھما کر حضرت سے وہ بوجھ طلب کیا آپ نے بخوشی فدوی کو دے دیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر لفظ مبارک اللہ جاری تھا۔

بندہ نے آداب سرفرازی بجا لا کر وہ بوجھ اٹھالیا اور آپ کی ہمراہی میں لپکا۔ اسی دوران ایک آبادی ظاہر ہوئی اور ہم اس میں داخل ہوئے اور ایک مسجد کے قریب پہنچے جس کے



دوراستے تھے، ایک راستہ تو آمد و رفت کا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے درمیان بہت بڑا زینہ تھا، دوسرا راستہ بند معلوم ہوتا تھا جو مسجد کے قرب و جوار میں رہنے والوں میں سے ایک کے گھر میں سے جاتا تھا، جو بہت ہی نزدیک پڑتا تھا لیکن اس راہ میں گندگی حائل تھی۔ فقیر نے حضرت کے صنعت و ناتوانی کا خیال کرنے کے عرض کیا کہ حضرت یہ آمد و رفت کا عام راستہ ذرا دشوار ہے یہ دوسرا راستہ زیادہ آسان اور زیادہ قریب ہے اگر اس سے تشریف لے چلیں تو بہتر ہے البتہ اس راہ میں کچھ گندگی ہے! آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، ہاتھ ناک پر رکھ کر گزر جاؤں گا تم بھی ایسا کر لو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے وہاں سے گذر کر پاک و صاف مسجد میں بیٹھ گیا اور اس مقام کی حقیقت کے انوار و برکات سے جن کی تعبیر حقیقت صلوٰۃ بیان کی جاتی ہے اور جو سالکوں کا منتہائے قدم شمار ہوتا ہے بہرہ ور ہوا۔

اس خواب کی تعبیر میں چند بشارات مستفاد ہوتی ہیں۔ بشارت اول یہ۔ خلافت خاصہ کی طرف اشارہ



بشارت دوم۔ راہ سلوک کی، سیر مرادی کی  
جانب اشارہ ہے اور

بشارت سوم۔ دنیا و اسباب دنیا کے مضر نہ ہونے  
کی طرف اشارہ ہے۔ جو بھی اس واقعہ مذکورہ پر غور کرے گا  
یہی سمجھے گا۔

ایک مرتبہ فقیر کے ایک ساتھی نے درخواست کی کہ  
نسبت قادری کی طرف توجہ دوں! چنانچہ حضرت  
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک پر ایصال  
ثواب کر کے متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ  
تشریف لائے، اور میری گردن پر رونق افروز ہوئے۔ اور  
اپنے سر مبارک سے تاج مزین اتار کر حقیر کے سر پر  
پہنایا۔ اور اپنی خاص نسبت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ کچھ دنوں  
تک حضرت کی نسبت غالب رہی، اور اس کی لذت تو  
اب تک یاد ہے۔ حضرت موصوف کی نسبت مخصوصہ کی  
کیفیت بیان میں نہیں آ سکتی ہے۔ بخدا جب تک چکھ نہ لو  
اس کا مزہ جان ہی نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے



اور ان کے کمالات اور برکات سے ہم کو بھی بھر پورا درکامل  
 حصہ مرحمت فرمائے۔ جیسی کہ ہماری تمنا اور خواہش ہے (آمین)  
 اس قسم کے واقعات و مقامات بہت ہیں کہ سب کا  
 احاطہ باعث طوالت و منافی اختصار ہوگا جو اس رسالہ کا  
 مقصود ہے حضرت پیر و ستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے احوال  
 کشف و کرامات، دن رات کے عبادات و معمولات پر  
 انشاء اللہ مستقل کتاب لکھوں گا۔

اب قادریہ و چشتیہ کے اشغال کا بیان مناسب  
 معلوم ہوتا ہے تاکہ یہ مختصر رسالہ جامع سلاسل ہو اور اس  
 کا نفع عام و تمام ہو۔

## نہر دوم

اشغال مشائخ جیلانیہ کے بیان میں ہے۔  
 مشائخ جیلانیہ امام طریقت محبوب سبحانی قطب بانی  
 غوث صہبانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی  
 رضی اللہ عنہ کی نسبت کے حامل ہیں۔ آپ کی ولادت  
 باسعادت ۴۷۱ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۵۶۳ھ



میں۔ آپ کی عمر مبارک اکاٹھ سو سال کو پہنچی، آپ کی ولادت وفات اور عمر کے سنین کے لئے فارسی کا یہ شعر بہت ہی مشہور و معروف ہے۔

سنینش کامل و عاشق تولد

وصالش داں ز معشوق<sup>۱۴۱</sup> اہلی

واضح رہے کہ ابتدا میں اس خاندان کے ہاں طالب کو ذکر چہر متوسط کی تعلیم دی جاتی ہے جس کی دو قسمیں ہیں ۱۔ اسم ذات ۲۔ نفی و اثبات۔ پھر اسم ذات چار قسم کا ہے۔ قسم اول۔ یک ضربی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ شہ و مد اور چہر کے ساتھ قلب و حلق کی قوت سے اللہ کہے۔ پھر تھوڑا توقف کرتے کہ سانس قرار پائے۔ پھر اسی طرح ضرب لگائے اور اسی کو معمول بنا کر اس کو ورد بنا لے۔

قسم دوم۔ دو ضربی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

ناز کی ہیت پر دو زانو بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب

دائیں زانو پر لگا کر فوراً دوسری ضرب دل پر لگائے۔

اس میں فصل نہ کرے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں ضربیں



پوری شدت و قوت سے لگاتے، خاص کر دل پر ضرب  
شدت سے پڑے تاکہ دل متاثر ہوا اور جمعیت خاطر حاصل  
ہو۔

قسم سوم سہ ضربی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ  
چار زانو بیٹھے اور ضرب لگائے۔ پہلی ضرب دائیں زانو پر۔  
دوسری بائیں زانو پر اور تیسری دل پر، شدت و جہر کے  
ساتھ۔

قسم چہارم۔ چار ضربی ہے۔ اس میں بھی نشست  
چار زانو ہی ہوتی ہے پہلی ضرب دائیں زانو پر، دوسری  
بائیں پر، تیسری دل پر اور چوتھی اپنے سامنے، یہ چوتھی ضرب  
سب سے زیادہ شدید اور آواز کی بلندی کے ساتھ لگائے۔  
دوسری قسم نفی و اثبات میں لا الہ الا اللہ کی  
ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو زانو  
بقبیلہ بیٹھے دونوں آنکھوں کو بند کر کے لفظ لا کہے۔ لا  
کہتے وقت سانس ناف سے کھینچے اور دائیں کندھے تک  
لے جائے، پھر الہ کہے اور اس کو اصل دماغ سے نکالے  
اس کے بعد الا اللہ کی ضرب شدت و قوت کے ساتھ



دل پر لگائے۔ نفی کے وقت، معبودیت و مقصودیت غیر، خدا کی نفی کا دھیان رکھے، اور اثبات کے کلمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے اثبات کا تصور کرے۔

ضربات کی شرط، شدت و جہر اور مقام و مکان کی رعایت میں حکمت یہ ہے کہ آدمی ہر طرف دیکھنے اچھی آواز سننے، دل میں خطرات و وساوس آنے، اور تصورات کے معاملہ میں چونکہ مجبور ہے اس لئے مشائخ طریقہ رحمہم اللہ نے غیر کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ طریقہ اور یہ شرائط مقرر فرمائی ہیں تاکہ خارجی خطرات سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف توجہ ہو جائے۔

اہل سلوک کے لئے ضروری ہے کہ فجر و عصر کی نماز کے بعد باہم یکجا ہو کر حلقہ بنائیں اور اجتماعی طور پر ذکر اللہ اپنا معمول بنالیں۔ اجتماع میں بہت سے ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو انفرادی طور پر حاصل نہیں ہوتے۔

پس جب طالب پر ذکر حلی کے اثرات مرتب ہو جائیں اور وہ اپنے اندر ذکر کے نور کا مشاہدہ کر لے۔ یعنی ذوق و شوق پیدا ہو جائے خطرات رفع ہو جائیں طمانیت



قلب حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی بڑائی ماسوا کے مقابلہ میں راسخ ہو جائے تب اس کو ذکر و نفی کرایا جاتا ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اول اسم ذات مع امہات صفات! اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں آنکھیں بند کرے ہو نہٹ بھی باہم ملا لے اور زبان سے اللہ سمیع، اللہ بصیر اللہ علیم، کہے، اور خیال میں ان کلمات کو اپنی ناف سے سینہ، سینہ سے دماغ، دماغ سے عرش تک کھینچ کر باہر نکالے، پھر کہے اللہ بصیر، اللہ علیم، اللہ سمیع اور اس دفعہ مقامات مذکورہ سے ان کا نزول تصور میں لائے (یعنی عرش سے دماغ، دماغ سے سینہ، سینہ سے ناف، یہ پورا ایک دور ہوا۔ اور اس کو اسی طرح بعد میں کرتا رہے۔ اس طائفہ کے بعض بزرگ اللہ قدیر کو بھی ان کلمات کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

دوسری قسم نفی و اثبات ہے جس کا طریقہ اوپر بیان ہوا۔ ایک اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ ساک کو اپنے سانس کی آمد و رفت پر دھیان رکھنا چاہیے۔



جیب سانس باہر آئے تو بزبان قلب لا الہ کے اور جب  
 سانس اندر جائے تو لا الہ کے اکابر صوفیہ رحمۃ اللہ  
 علیہم اس کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ خطرات و وساوس  
 و تصورات کو دور کرنے میں عظیم الخاصہ ہے۔ پس جب  
 طالب پر ذکر خفی کے آثار ظاہر ہونے لگیں اور اپنے باطن  
 میں اس ذکر کے نور کا مشاہدہ کرنے لگے تو اس کو مراقبہ کا  
 حکم فرماتے ہیں۔ اور اس کے اثر ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے  
 کہ شوق و غلبہ محبت اور سمت تمام فکر کی سمت میں پیدا  
 ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی طلب حاوی  
 ہو جائے، سکوت میں مزہ ملے۔ گفتگو اور مشاغل دنیاوی  
 سے طبیعت بھاگنے لگے۔

جانتا چاہیے کہ مراقبہ ماوہ ترقب سے مشتق ہے  
 جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض کا انتظار کرنے  
 کے ہیں۔ مراقبہ کی چند قسمیں ہیں۔ پہلے اس کے معنی کلی کا ذکر  
 کرتا ہوں تاکہ اپنے تمام جزئیات پر صادق آئے اور وہ  
 یا تو آیت کلمہ کا زبان سے تلفظ کرنا ہے یا دل میں اس کا  
 خیال جمانا اور اس کے معنی کو اچھی طرح سمجھ میں بٹھالینا ہے



اس کے بعد ان معانی کی کیفیات اور اس کے مصداق کا تصور کرنا۔ پھر دل کو یکسو کر کے صورت معبودہ پر اس طرح توجہ جمائے کہ دل میں اس خاص صورت کے سوا کسی اور چیز کا گزرنہ ہوتا آنکھ اس صورت کا استغراق متحقق ہو جائے اور اس کے ماسول سے ذہن خالی ہو جائے، مراقبہ کی اصل یہ حدیث شریف ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ہے پس سالک یا تو اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی کا دل میں خیال لائے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے یا اس کی معیت کا جہت و مکان کے تنزیہ کے ساتھ تصور کرے، تاکہ اس تصور میں استغراق پیدا ہو۔

یا آیت شریف و لہو معکم اینما کنتم (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کے مفہوم کو لحاظ میں رکھے اور حالت قعود و قیام، خواب و بیداری، خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی معیت کا تصور کرے، یا ان آیات کے الفاظ زبان پر جاری رکھے۔

اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جہر بھی منہ پھیر

اور ہر ہی اللہ ہے)



اولم یعلم بان اللہ یری (وہ جانتے نہیں کہ  
اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ رہا ہے)

نحن اقرب الیہ من حبل الورد (ہم اس کی  
رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں،  
واللہ بکل شیء محیط (اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو  
گھیر رکھا ہے)

ان معی ربی سیہدین (میرا رب میرے ساتھ  
ہے عنقریب راستہ دکھا دے گا)  
ہو الاول والاخر والظاہر والباطن (وہی اول  
ہے وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن)  
یہاں مراقبات مذکورہ اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر کے  
لئے مفید ہیں۔

ہاں وہ مراقبہ جو قطع علائق، تجرد تام، سکرو صحو  
کے لئے مفید ہیں ان کے منجملہ آیت کل من علیہا فان  
ویمیقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ کا مراقبہ ہے  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو مردہ تصور کرے اور دل  
سے غائب جانے، اور سمجھے کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری



جگہ بدلا جا رہا ہے آسمان کو تتر بتر اور ٹوٹا پھوٹا تصور کرے اور خیال کرے کہ نہ اب اس کی وہ ترکیب رہی نہ صورت اور یہ تصور کرے کہ بس اللہ تعالیٰ ہی باقی و موجود ہے۔ اس مراقبہ کی اتنی مشق کرے کہ اس کا نتیجہ جو محویت ہے حاصل ہو جائے۔

اسی طرح آیت ان الموت الذی تفرون منه فانه ملا قیکم (جس موت سے تم بھاگے پھر رہے ہو وہ تم کو پکڑ کر رہے گی)، اور اینما تکونوا یدہا لکم الموت ولو کنتم فی سروج مشیدہ (تم جہاں بھی ہو موت تم کو پکڑے گی چاہے بلند و مضبوط برجوں ہی میں کیوں نہ جا چھپو) کا مراقبہ ہے،

پس جب سالک پر مراقبہ کے فوائد ظاہر ہو جائیں اور اس کے انوار کا مشاہدہ کرنے لگے تو اسے توحید افعالی کا سبق دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزوں کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے۔ ایک ذکر اللہ کہ اس سے ربانی ذکر مراد ہے



اور دوسرے فکر کہ اس سے مراقبہ مراد ہے۔

اور مشائخ طریقت نے سالک کی ترقی از ذکر تا سوئے فکر

میں آسانی کے لئے ذکر خفی استنباط فرمایا ہے۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنے والے واقعات

کے معلوم ہونے کے لئے تجربہ کیا اور اس کا طریقہ یہ ہے

کہ طالب غسل کر کے عمدہ لباس جو اس کے پاس ہو پہنے اور

خوشبو لگائے، اور خلوت میں محتکف ہو کر بیٹھے۔ اور ایک

قرآن شریف کھلا اپنے دائیں طرف رکھے، دوسرا بائیں

تیسرا سامنے چوتھا پیچھے، اور پھر پوری توجہ اور یکسوئی کے

ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ فلاں واقعہ کا

انکشاف فرمادے، اب اسم ذات کا ورد بغیر آنکھیں بند

کئے اس طور کرے کہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر

دوسری بائیں طرف والے پر تیسری سامنے والے پر اور چوتھی

پیچھے والی پر لگائے، تا آنکہ اسے اپنے دل میں انشراح

اور نور محسوس ہونے لگے، خلوت میں ایک ہفتہ تک اس

شغل پر اظہار کرنے سے واقعہ مطلوبہ کے متعلق

کشف یقیناً ہو جائے گا۔ بعض مشائخ نے شغل مذکورہ میں



قرآن شریف کی بے ادبی سمجھ کر پند نہیں کیا۔ اس کے بجائے اسمائے الہیہ یا علیم، یا مبین یا خبیر کا ذکر بشرط مذکورہ بتایا ہے، جیسا کہ میں اس کا ذکر یک ضربی یا سدہ ضربی کے تحت کر چکا ہوں۔ واللہ اعلم۔

مشارح رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ انھیں شروط مذکور کے ساتھ ہم نے کشف ارواح کا تجربہ کیا۔ بانی طور کہ دائیں طرف سبوح کی، بائیں طرف قدوس کی آسمان کی طرف رب الملائکہ کی اور قلب پر والروح کی ضرب لگائی جائے۔

کارشکل کی برآری کے لئے شرائط مذکور کے ساتھ رات کے وقت جس قدر پڑھ سکے نوافل پڑھے اس کے بعد دائیں جانب یا حتی بائیں طرف یا وہاب کی ضرب لگائے اور نہرا مرتبہ ایسا کرے !

انشرح قلب اور بلیات کے دفعیہ کے لئے اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الہ الا هو الحی کی دائیں جانب اور القیوم کی بائیں جانب لگائے جب اللہ تعالیٰ سے کسی مریض کی شفا یا بی، یا



بھوک کے وفعیہ اور وسعت رزق۔ یا قہر دشمن کی دعا مانگنا  
 چاہیے تو اسمائے الہیہ میں سے مناسب حال نام تلاش کرے  
 اور اس نام کا دو ضربی یا تین ضربی یا چار ضربی ذکر کرے،  
 جیسے یا شافی، یا صمد، یا رزاق، یا مدل وغیرہ وغیرہ  
 واللہ اعلم۔

## نہر سوم

اشغالِ اذکارِ چشتیہ کے بیان سے

حضرات چشتیہ امام طریقت حضرت خواجہ جہاں  
 قطب ہندوستان ستید معین الدین حسن چشتی رضی اللہ عنہ  
 کی طرف منسوب ہیں۔

خواجہ صاحب نے بیان فرمایا:-

گرامیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے  
 اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ

جو راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب کرنے والا  
 اور اللہ کے نزدیک زیادہ افضل اور بندگانِ خدا کے لئے



زیادہ آسان ہو مجھے وہ بتائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے ارشاد فرمایا، خلوت میں ذکر کی کثرت اختیار کرو  
 عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح ذکر کروں، ارشاد فرمایا اپنی  
 دونوں آنکھیں بند کرو اور میں جو کہتا ہوں سنو، پھر آپ نے  
 تین مرتبہ لا الہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 سنتے رہے! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار لا الہ  
 الا اللہ کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمایا۔  
 پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر حضرت حسن  
 بصری کو تلقین فرمایا اور انھوں نے حضرت عبدالواحد بن زید  
 رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح تعلیم فرمایا اور ہم تک اسی طرح پہنچا۔  
 پس جب شیخ مرید کو ذکر کی تلقین کرنا چاہتا ہے تو  
 مرید کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے اگر جمعرات کا دن ہو تو  
 بہتر ہے۔ اور استغفار و درود، گیارہ گیارہ بار پڑھنے کو  
 کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں  
 فا ذکر و اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہ فرمایا ہے  
 اس لئے اس معاملہ میں ایسی کوشش کرو کہ تم پر کوئی ایسا  
 وقت نہ گزرے کہ تم ذکر نہ ہو۔



اور معلوم کرو کہ تمہارا قلب بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلہ پر ہے جس کی شکل گل صنوبر کی سی ہے، اور اس کے دو دروازے ہیں ایک فوقانی، ایک تحتانی، اور فوقانی دروازہ کھلنا ذکر جہری پر موقوف ہے اور تحتانی دروازہ کا ذکر خفی پر، جب ذکر جہر کا ارادہ ہو تو چار زانو بیٹھو اور رگ کیماس کو دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر والی انگلی سے پکڑو۔ رگ کیماس ایک رگ کا نام ہے جو زانو کے اندر ہوتی ہے، اس رگ کا بطریق مذکور پکڑنا خطرناک و وسوس کی نفی کے لئے مفید ہے اور قلب کو حرارت بخشتا ہے، رو بقبلہ بیٹھو اور لا الہ الا اللہ اندرون قلب کی پوری قوت اور شد و مد سے کہو، حرف لا کو ناف سے کھینچ کر سیدھے کندھے تک لاکر باہر نکالو اور لفظ الہ کو اصل داغ سے اور اپنے تصور میں یہ اشارہ کرو کہ ما سوا اللہ کی دوستی کو اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینکتا ہوں اور پس پشت ڈالتا ہوں، الہ پر سانس نہ توڑو بلکہ شدت و قوت کے ساتھ الا اللہ کی ضرب دل میں لگاؤ۔ متبدی غیر خدا کی معبودیت کی نفی کا لحاظ کرے اور متوسط نفی مقصودیت غیر خدا۔



اور منتهی غیر خدا کے وجود کی نفی کا لیا کرے۔  
اس ذکر کی شرط اعظم اپنی جمعیت کو جمع کرنا اور  
کلمہ طیبہ کے معنی کو سمجھنا ہے۔

ذکر جہر کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ تقلیل  
طعام نہ کرے چوتھائی معدہ کا خالی رکھنا کافی ہے۔ اور  
روغنیات کا استعمال بھی ضروری ہے تاکہ دماغی خشکی لاحق  
نہ ہو۔

جب پاس انفاس کرنا چاہے تو چاہیے کہ اپنے  
نفس کی آمد و شد سے ہوشیار اور بیدار رہے جب سانس  
باہر کی طرف آئے تو لا الہ کہے اور اپنے خیال سے محبت  
مسموی اللہ کو اپنے باطن سے باہر نکال پھینکے اور جب  
سانس اندر جائے تو لا الہ کہے اور خیال کرے کہ  
اپنے دل کے اندر محبت الہی ڈال رہا ہوں۔

مشارح کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں سلوک کا رکن  
اعظم مرید کے قلب کا ربط قلب شیخ سے باعتبار محبت و تعظیم  
کے ہے، اور شیخ کی صورت کا تصور ہے۔ جب طالب کا  
باطن نور ذکر سے منور ہو جائے تو مراقبہ کا حکم کرے، کہ ان



کلمات اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی یا آیت اللہ  
 بیکل شیء عجیبے کا مراقبہ دل یا زبان سے کرے یا اللہ تعالیٰ  
 کو اپنے اور قبلہ کے درمیان حاضر تصور کرے اور مشاہدہ کرے۔  
 جو سالک چلہ کرنا چاہے اسے چند امور کی رعایت کرنا  
 ضروری ہے۔

ہمیشہ روزہ سے رہے، ہر وقت قیام میں رہے، کم  
 کھائے، کم بولے، کم سوئے، اور لوگوں سے میل جول کم  
 کرے، بیداری اور سوتے وقت تک ہر وقت با وضو ہے  
 اپنے قلب کو شیخ کی محبت اور احترام کے ربط سے مربوط  
 رکھے غفلت اپنے اوپر حرام کر لے، جب جائے اعتکاف  
 میں دایاں پاؤں رکھے تو اعوذا و ربم اللہ پڑھ کر تین مرتبہ  
 سورہ والناس پڑھے، اور جب بائیں پاؤں رکھے تو  
 کہے، اللہم انت ولی فی الدنیا والاخرۃ کن لی  
 کما کنت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسزقنی  
 بمجتک۔ اللہم اسزقنی حبک واشغلتنی بحمالک  
 واجعلنی من المخلصین۔ اللہم ارح نفسی  
 بمجذباتی ذاتک یا اینس من لا ینس لہ۔



صاحب الاذن ساری فزدا وانت خیر الوارثین۔  
 اور مصلتے پر کھڑے ہو کر اکیس بار پڑھے انی وجہت  
 ورجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما  
 انا من المشرکین۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے  
 پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری  
 میں آمین الرسول پڑھے۔ سلام کے بعد طویل سجدہ کرے  
 اور خوب توجہ سے دل لگا کر دعا کرے۔ اور پانچ صد مرتبہ  
 یا قناح پڑھے، پھر مذکورہ بالا اذکار میں مشغول ہو جائے۔  
 مزارات پر حاضری دینے والوں کے لئے خصوصی  
 طور پر کہا گیا ہے کہ جب مقبرہ میں داخل ہوں تو مقبرہ میں  
 دو رکعت کے اندر آنا فتحنا پڑھیں اور میت کی طرف متوجہ  
 ہو کر بیٹھ جائیں سورہ ملک پڑھیں تکبیر و تہلیل کہیں اور  
 گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر میت کے نزدیک ہو کر اکیس  
 بار یارب کہیں، اس کے بعد کہے اے روح آسمان کی طرف  
 اڑو، اے روح الروح میرے قلب میں ضرب لگاؤ تاکہ  
 انشراح اور نور پیدا ہو، پھر اس فیض کا انتظار کرے جو  
 صاحب قبر کی جانب سے ترے دل تک پہنچے۔



سخت مشکل کے وقت حضرات چشتیہ کے ہاں صلوات  
کن فیکون کا معمول ہے جو بدھ، جمہرات اور جمعہ کی  
رات کو پڑھی جاتی ہے۔ دو رکعت نماز نقل کی نیت کرے  
پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار۔  
اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور سورہ اخلاص  
ایک بار، سلام کے بعد سو بار کہے "اے دشواریوں کو آسان  
کرنے والے اور اے تاریکیوں کو روشن کرنے والے"۔

اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور قلب کے  
ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تیسری رات نماز اور  
دعاؤں سے فارغ ہو کر سرننگا کرے۔ اور گریہ و زاری  
کے ساتھ اپنے مطلب کی دعا پچاس مرتبہ کہے، انشاء اللہ  
دعا مستجاب ہوگی۔

## نہر چہارم

اصطلاحات طریقت کا بیان جو حضرات نقشبندیہ  
کے ہاں رائج ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان پیران پیر امام طریقت



وشریعت و حقیقت، مرکز دائرہ ولایت و معرفت قطب  
 المحققین حضرت خواجہ بہار الدین محمد بن النجاری مشہور  
 بہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ  
 نسیا سید ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی  
 اولاد میں ہیں۔ آپ کی ولادت، محرم ۸۷۶ھ میں اور وفات  
 شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۹۱۶ھ میں ہوئی۔ اس شعر  
 کے ایک مصرعہ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے  
 مسکن دماوی اوچوں بود قصرے عارفان  
 قصر عرفان زیں سبب آمد حساب رحلتش  
 مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق جو اشعار  
 کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

یثرب و بطحاً میں جو ٹھپہ رائج تھا، اس کا وقت  
 آخر آپ پہنچا، اس دولت سے بجز شاہ نقشبند کے اور  
 کوئی بہرہ مند نہ ہوا، ایسا گوہر پاک ہر جگہ نہیں ہوتا  
 اس کی کان خاک بخارا تھی، اس کا پہلا قدم ہرستی کا آخر  
 قدم تھا اس کے آخری قدم کے لئے تمنا کی جیب بھی تھی۔  
 کسی اور نے کہا۔



خواجہ نقشبند روکاٹ دور کرنے والے ہیں مرید کے  
دل سے غیر کا نقش مٹا دیتے ہیں۔

طریقہ مجددیہ جس کا ذکر پہر اول میں کیا گیا نقشبندیہ طریقہ  
کے اصول پر مبنی ہے، وہ اصول وقوف قلبی اور مبداء  
فیاض کے ساتھ توجہ، خطرات کی نگہداشت، شیخ مقتدر  
کی صحبت کے التزام اور دوام ذکر پر مشتمل ہیں اور ان کی  
شرائط کے مطابق ذکر کی اقسام کا وہاں ذکر ہو چکا۔

اب بعض وہ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد  
رکھی گئی بیان کرتا ہوں غور و توجہ سے سنتے، وہ کلمات  
یہ ہیں۔ ہوش دروم۔ نظر بر قدم، سفر  
دروطن، و خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت،  
نگہداشت اور یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات حضرت  
خواجہ جہاں مولانا عبدالحق عجدانی رحمۃ اللہ علیہ سے  
منقول ہیں۔ ان میں تین کلمات وقوف زمانی۔ وقوف  
قلبی اور وقوف عدوی کا اضافہ شاہ نقشبند  
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ہوش دروم کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہر



آن اپنے نفس کے متعلق بیدار رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ اس کا نفس ذاکر ہے یا غافل، اور اس کو بتدریج دوام حضوری تک پہنچاتے ہیں۔ یہ صورت بتدری سا لک کے لئے مفید ہے، متوسط کو چاہیے کہ وہ ہر لحظہ اپنے نفس کی ٹوہ میں رہے۔ مثلاً ہر گھڑی بعد دیکھے کہ اس میں غفلت تو داخل نہیں ہو گئی، پس اگر غفلت موجود پائے استغفار کرے اور آئندہ اس کے ترک کا قصد کرے، اور اس طرح لحاظ کرتا ہوا دوام حضوری پر فائز ہو، اور یہ آخری معنی وقوف زمانی کے ہیں جس کو شاہ نقشبندؒ نے استخراج فرمایا، اس لئے کہ متوسط کو علمی کیفیت کا علم ہر وقت فکر مند بنائے رکھتا ہے اور توجہ الی اللہ میں اس کی استغرائی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ اس توجہ کا علم اس میں مانع نہیں ہوتا۔

اور نظر بوقدم کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے چلتے وقت نظر پاؤں پر رکھے اور میٹھنے کی حالت میں اپنے سامنے دیکھے دائیں بائیں نظر نہ ڈالے کہ اس سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے اور مقصد میں رکاوٹ پڑتی



ہے، اور یہی حکم اس کی طرف کان لگانے کا ہے کہ لوگوں سے بات چیت اور قصص و حکایات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور یہ معنی مبتدی کے حسب حال ہیں، اور منتہی کے حسب حال یہ ہے کہ اپنے حال پر غور کرے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کون سے نبی کے قدم پر ہے۔ اس لئے کہ بعض اولیاء زیر قدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں اور ان کو محمدی المشرب کہا جاتا ہے، بعض برف قدم حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام ہوتے ہیں اور آدمی المشرب کہلاتے ہیں بعض دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہوتے ہیں اور ان کا نام ابراہیمی المشرب ہوتا ہے ایک گروہ موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم رکھے ہوئے ہے اور موسیٰ المشرب اس کا لقب ہے۔ ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تحت قدم ہونے کے سبب عیسوی المشرب کہلاتا ہے۔ چنانچہ میرے والد محترم عیسوی مشرب رکھتے تھے، اور حضرت موصوف کا مبداء تعین اسم الحی تھا۔ اور ہمارے سید و آقا مرشد و امام ابراہیم المشرب تھے اور ان کا مربی اسم العلیم تھا اور یہ حقیر و ناچیز



راقم سطور محمدی المشرب ہے اور اس کا مبدا تعین العلم ہے  
پس جب سالک اپنے متبوع کو پہچان لے گا تو  
اس کے حالات و واقعات متبوع کے واقعات کے مناسبت  
ہوں گے۔

سفر در وطن سے مراد صفات بشریہ سے صفات  
ملکیہ کی طرف ہر وقت انتقال کرتے رہنا ہے سالک کو  
چاہیے کہ اپنے نفس میں اس بات کا پتہ لگائے، کہ اس میں غیر  
کی محبت باقی ہے یا نہیں، اگر موجود پائے تو توبہ کرے  
اور سمجھ لے میرے لئے یہ بہت ہے کلمہ لا سے اس کی منفی  
کرے اور کلمہ الا اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا  
اثبات کرے۔

سالک پر یہ بھی واجب ہے کہ اپنے دل کا جائزہ لے  
اگر اس میں کسی جانب سے بغض، عداوت یا کینہ ہو تو اسے  
اس کلمہ کی مداومت سے دور کرے۔

خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا دل  
ہر وقت ہر حال میں خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے اور ہر  
وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے۔



اس ماہ ویش کی طرف سے پک بھپکنے کی مدت کے لئے  
 بھی غافل نہ رہو شاید کسی وقت توجہ کرے اور تم متوجہ نہ ہو  
 اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ صوفی خلق میں گھلا ملا بھی ہے  
 اور ان سے دور بھی ہے، باعتبار ظاہر تو وہ ان میں ملا جلا  
 نظر آتا ہے مگر باطن کے اعتبار سے ان سے جدا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ فرماتے  
 ہیں کہ قرآن شریف کی آیت *لا تلهيهم تجاراة*  
*ولا بيع عن ذكر الله* میں اسی حالت کی طرف اشارہ ہے  
 حق یہ ہے درویشوں کا لباس پہن کر ہر وقت اللہ تعالیٰ  
 سے لو لگانے میں ظاہری طور پر مشغول رہنے میں اکثر ریا  
 اور دکھلاوے کا شبہ ہوتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اپنا لباس  
 علماء و صلحا کا سا رکھے اور دلی طور پر ہر وقت اللہ تعالیٰ  
 کی طرف متوجہ رہے،

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامینی فرماتے ہیں کہ  
 اندرونی چیزوں کی خبر رکھو بیرونی اور ظاہری چیزوں  
 پر توجہ نہ دو، ایسی توجہ اور روش جہاں میں کم پائی  
 جاتی ہے۔



یا ذکر و کامطلب ذکر اللہ سے ہے، وہ ذکر اسم ذات  
کا ہو یا نفی و اثبات کا، جیسا کہ نہراؤل میں تفصیلاً مذکور  
ہوا، کیونکہ ذکر ہی فنا و بقا کا موجب ہے اور ذکر ہی خدا تک  
پہنچاتا ہے۔

ذکر کرو کیونکہ ذکر ہی تمہاری زندگی ہے  
دل کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے ملتی ہے

وَاذْكُرْ اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ خدا تعالیٰ کا

فرمان ہے، جس سے اس دعا کی تصدیق ہوتی ہے۔

بازگشت کا مطلب یہ ہے کہ کچھ دیر ذکر کر کے حق

تعالیٰ سے دعا و مناجات کرے کہ الہی میرا مقصود تو۔

اور تیری رضا ہے تیری خاطر میں نے دنیا و آخرت ترک

کر دی، تو اپنی نعمت مجھ پر تمام فرما اور اپنے جناب میں

وصول تمام عطا فرما۔ ذکر میں یہ بہت بڑی شرط ہے

اس سے تغافل ہرگز نہ کریں کہ بڑی فائدہ کی بات ہے!

نگہداشت سے خطرات و وساوس اور تصورات

کی اُدھیڑ بن سے اپنے دل کی حفاظت کرنا مراد ہے۔ سالک

کو چاہیے کہ بیدار و ہوشیار رہے دل میں خطرات و وساوس



گذر کرنے نہ پائیں۔ کہ اندر جا کر گھر کر لیں، اور ازالہ میں مشکلات پیش آئیں۔ یہ طریقہ اختیار کرنا ملکہ جمعیت و طمانیت ہے اور جب ملکہ جمعیت حاصل ہو جائے یعنی قلب سے خطرات کا بالکل استیصال ہو جائے تو فنا سے قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ دماغ سے کچھ نہ کچھ اترتا رہتا ہے۔ فنا سے نفس کے بعد دماغ سے بھی یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔

یہ خیال کرنا کہ خطرہ ادراک میں بھی کہیں سے نہ آئے حیرت کی بات ہے خطرہ کا بالکل یہ مٹ جانا اصل عقل کے نزدیک محقول نہیں لیکن خدا کے دوستوں کے طریقے عقل و نظر سے ماوراء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں (اس لئے ان کی حالت پر اپنے کو قیاس نہ کرے) پاکباز حضرات کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کرو، اگرچہ شیر و شیر کا املا ایک ہے۔ (مگر معنی و حقیقت میں بڑا بعد ہے)

واضح رہے کہ فنا چار قسم کی ہوتی ہے۔

اول فنا خلق کہ خدا کے ماسوا سے امید و بیم

بالکل نہ رہے۔



دوم فتنائے ہوا کہ دل میں خدا کی خواہش کے سوا  
کوئی آرزو نہ رہے۔

دیدہ و دل کی تسکین کس طرح کروں کہ ہر وقت دل  
و دیدہ تری طلب و خواہش کرتے رہتے ہیں۔

سوم فتنہ ارادہ کہ سالک سے ارادہ و خواہش کی  
صفت ہی زائل ہو جاتے، جیسا کہ مردہ سے زائل ہو جاتی ہے۔  
چہارم فتنہ فعل کہ بی بیصر (میرے ساتھ دیکھتا

ہے) بی یسمع (میرے ساتھ سنتا ہے) بی یناطق (میرے  
ساتھ کلام کرتا ہے) بی بیطش (میرے ساتھ پکڑتا ہے)  
بی یبشی (میرے ساتھ چلتا ہے) بی یعقل (میرے ساتھ  
سوچتا ہے) کی کیفیات جلوہ گر ہو جائیں۔

حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو گیا۔ مگر لوگوں  
کی سمجھ میں یہ بات نہیں بٹھتی۔

توبہ۔ انابت۔ زہد۔ قناعت۔ ورع۔ صبر۔  
شکر۔ توکل۔ تسلیم اور رضا ان دس مقامات کے  
حصول کے بغیر مقام ولایت پر فائز ہونا تصور ہی میں نہیں  
آتا، گو بالا جہال سہی مگر حصول ضروری ہے، جیسا کہ طریقت



نقشبندیہ مجددیہ میں ہے۔ اس لئے کہ تفصیل مذکورہ کے مطابق  
اس خاندان میں نسبت اجمالی و جذبی ہے !

اور دوسرے سلسلوں کی سیر سلو کی ہے اور سلو کی  
سیر بہت تفصیلی ہوتی ہے۔

یادداشت کے معنی ہیں کہ الفاظ و تخیلات سے  
خالی، توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات بیچوں و چگوں کی طرف اور  
سچی بات یہ ہے کہ ایسی توجہ فنا و نام اور بقا و کامل کے  
بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

وقوف زمانی۔ کی تعریف ہوش و روم کے  
ذیل میں بیان کر چکا ہوں۔

وقوف عددی۔ نفی و اثبات میں طاق عدد کی  
رعایت کرنے سے مراد ہے جیسا کہ نہراول میں اس کا بیان گزر چکا۔  
وقوف قلبی۔ دل کی طرف جو باتیں پستان کے  
نیچے ہے توجہ کا نام ہے، اس توجہ کی حکمت ایسی ہی ہے  
جیسی کہ طریقہ جیلانیہ میں ضرب کی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

جاننا چاہئے، کہ مشائخ نقشبندیہ میں تصرفات کی  
قوت عجیب و غریب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کام پر جمع ہمت



کر لیں تو وہ کام ان کی ہمت کے موافق ہو کر رہتا ہے، یا مثلاً طالب میں تاثیر کرنا اور مریض سے مرض سلب کر لینا، گنہگار کا توبہ پر آمادہ ہو جانا، اور لوگوں کے دلوں پر تصرف کہ وہ محبت و تعظیم سے پیش آتے ہیں، ان کے محسوسات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بڑے بڑے واقعات کا نقشہ آجاتا ہے، زندہ یا اہل قبور بزرگوں کی نسبت پر باخبر ہو جانا۔ دلی ارادوں پر مطلع ہو جانا، آنے والے واقعات کا انکشاف ہو جانا۔ نازل ہونے والی بلاؤں کا دفعیہ وغیرہ وغیرہ یہ سب اس سلسلہ عالیہ کے شیروں کی خصوصیات ہیں۔

حضرات نقشبندیہ کی قافلہ سالاری بہت ہی عجیب ہے۔ یہ پوشیدہ راستہ سے قافلہ کو حرم لے جاتے ہیں۔

سالک راہ کے دل میں ان کی محبت کا جاذبہ ہی اس کو خلوت و چلہ کشی کی راہ سے نکال لے جاتا ہے۔ ناواقف اگر اس طائفہ پر ناواقف ہی کا طعنہ دے۔ تو یہ بات بخدا قابل شکایت ہے۔

دنیا جہاں کے شیر اس سلسلہ سے منسلک ہیں، لومڑی جیلہ سازی سے اس سلسلہ کو کیسے توڑ سکتی ہے ان سب پر



اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

طالبانِ حق پر توجہ کرنے کا طریقہ شارحِ کرام کا یہ ہوتا ہے کہ جس نسبت کا ارتقار طالب پر منظور ہوتا ہے اس نسبت میں شیخ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر پوری قوت اور توجہ نام سے اس نسبت کو طالب کی طرف منتقل کرتا ہے چنانچہ وہ نسبت حسبِ استعداد طالب منتقل ہو جاتی ہے۔

اور جب طالب غائب ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ فرماتے ہیں اور اس کے کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔

ایسے ہی ہر مشکل کام جو ان کو پیش آتا ہے اس کے حل میں ہمت کرتے اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں اور وہ کام ان کی تمنا کے مطابق پورا ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہوں تو ان کے روبرو، ورنہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر اپنے نفس کو اپنی نسبت سے خالی کر لیتے ہیں اور اپنی روح کو ان کی روح سے متصل کر کے اپنے نفس کی طرف اس کو متوجہ کرتے ہیں۔ اس میں جو کیفیت آئے گی وہی اس شخص کی



نسبت ہوگی۔

لوگوں کے دلوں کے خطرات پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر چیز سے خالی کر کے اپنے نفس کو اس کے نفس سے ملا تے ہیں، اگر کوئی بات ذہن میں اتر آئے تو وہ اس شخص کا خطرہ قلبی ہوگا۔

آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی خبر معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ ہر چیز سے اپنے نفس کو فارغ کرے بجز واقعہ مطلوبہ کے انتظار کے، جب تصورات ختم ہو جائیں اور صرف انتظار رہ جائے، تو اپنے نفس کو ملائکہ کرام کے ساتھ ملحق کرے، انشاء اللہ اس پر وہ واقعہ ہائت غیبی کی طرف سے خواب یا بیداری میں منکشف ہو جائے گا۔

نازل ہونے والی بلا کو روکنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس بلا کی صورت مثالیہ کو ملحوظ رکھ کر اس کے دفعیہ کے لئے ہمت قوی کے ساتھ اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ دفع ہو جاتی ہے۔



# خاتمہ

سلاسل طریقت کے شجرہ جات کے بیان میں

## شجرہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ

الہی بکرمات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہی بکرمات خلیفہ  
 رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 صاحب رسول اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات حضرت  
 یازید سیستانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ  
 جہاں عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت  
 خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات خواجہ  
 محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ



عزیزاں علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت خواجہ محمد بابا  
 سماسی رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت سید میر کلال رحمتہ اللہ  
 علیہ الہی بحرمت خواجہ جگان و پیر پیراں حضرت سید  
 بہار الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت خواجہ علا الدین  
 عطار رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرنی  
 رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار  
 رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ  
 علیہ الہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنکی رحمتہ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ الہی  
 بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی  
 سہرندی (سر مہندی) رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت عروہ  
 الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت  
 حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا  
 جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ الہی بحرمت مجدد مائتہ الثالث



والعشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت  
 مصطفیٰ حضرت مولانا و سیدنا عبد اللہ المعروف بشاہ  
 غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات والدی ماجدی  
 قیوم زمان قطب دوران حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ  
 اللہ علیہ، نا چیز فقیر احمد سعید مجددی پر رحم فرما اور اپنی  
 محبت و معرفت عطا فرما۔

## شجرہ قادریہ

الہی بکرمات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الہی بکرمات خلیفہ رسول اللہ  
 حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الہی بکرمات سبط رسول حضرت  
 امام حسن رضی اللہ عنہ الہی بکرمات سبط رسول حضرت امام  
 حسین رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرمات امام زین العابدین رضی اللہ  
 عنہ الہی بکرمات حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ الہی بکرمات  
 امام بہام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات امام  
 موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ الہی بکرمات امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ  
 الہی بکرمات حضرت خواجہ محمد معروف کمرخی رحمۃ اللہ علیہ الہی  
 بکرمات حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات



حضرت سید الطائف حضرت جئید بغدادی رحمته اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 حضرت عبد العزیز تمیمی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 حضرت شیخ ابوالفرح ططوسی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 شیخ ابوالحسن قرشی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت شیخ  
 ابوسعید مخزومی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت پیران پیر  
 دستگیر میراں محی الدین محبوب سلطان قطب ربانی حضرت  
 سید عبدالقادر جیلانی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 شاہ عبدالرزاق رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 شرف الدین قتال رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت سید عبدالوہاب  
 رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید بہار الدین رحمته اللہ علیہ  
 الہی بکرمیت حضرت سید عقیل رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 سید شمس الدین صحرائی رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت  
 سید ابوالحسن رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید گدار حمن  
 اول رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید شمس الدین عارف  
 رحمته اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید گدار حمن ثانی رحمته اللہ علیہ



الہی بجزمت حضرت شاہ فضل رحمۃ اللہ علیہ، الہی بجزمت  
 حضرت شاہ کمال کیقلائی رحمۃ اللہ علیہ، الہی بجزمت حضرت  
 شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ، الہی بجزمت حضرت امام ربانی  
 مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سہروردی (سہروردی)  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت دلیل الرحمن حضرت شیخ عبد الاحد  
 رحمۃ اللہ علیہ، الہی بجزمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ  
 مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت مجدد مائتہ الثالث  
 والعشر نائب خیر البشر ستینا و مولانا شاہ عبد اللہ المعروف  
 بشاہ غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ۔ الہی بجزمت والدی  
 ماجدی مرشدی و مولائی شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ درویش  
 میں سب سے کمتر احمد سعید مجددی پر رحم فرما۔ اور ان اکابر  
 کی نسبت خاص سے بہرہ ور فرما۔



# شجرۃ سلسلہ چشتیہ

الہی بحرمت شفیح المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہی بحرمت خلیفہ  
رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الہی بحرمت  
خیر التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت  
شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت شیخ  
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت سلطان  
ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت شیخ حذیفہ  
مرعشی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت شیخ ہبیرہ بصری  
رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت شیخ علودینوری رحمۃ اللہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ ابواحد چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ حاجی شریف زبیدی رحمۃ اللہ علیہ  
الہی بحرمت حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ



الہی بحرمت خواجہ خواجگان و قطب ہندوستان امام الطریقہ  
 حضرت معین الدین چشتی سنجرى رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت  
 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی (کاکى) رحمۃ اللہ  
 علیہ الہی بحرمت شیخ فرید الحق والدین مسعود و ابو دھنی  
 (المعروف گنج شکر) رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت مخدوم  
 عالم علاء الدین حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ الہی  
 بحرمت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد الحق ردو لوی رحمۃ اللہ  
 علیہ الہی بحرمت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت  
 حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت  
 حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت  
 مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت امام ربانی  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہروردی (سہروردی)  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت خازن الرحمتہ حضرت شیخ  
 محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت دلیل الرحمن حضرت  
 شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمت حضرت شیخ



محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت قیم طریقہ احمدیہ شمس الدین  
 حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت  
 مجدد مائتہ الثالث والعشر نائب حضرت خیر البشر سیدنا  
 ومولانا حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی احمدی  
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت قیوم زماں وقطب دوراں والدی  
 ماجدی حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں  
 میں سب سے زیادہ حقیر احمد سعید مجددی پر کرم فرما۔  
 اپنا ذوق وشوق اپنی محبت ومعرفت نصیب فرما۔  
 اے اللہ ان برگزیدہ نفوس سے تو راضی ہو جا اور  
 مجھے ان کے کمالات وبرکات سے متمتع فرما۔ آمین

ختم شد



محمد احمد منجنگ ڈائریکٹر ہارڈ ویئر مینوفیکچرنگ کارپوریشن لمیٹڈ

۴۴۔ ایف سندھ ہاؤسٹرل اسٹیٹ

ماری پور روڈ کراچی ۲۱

ڈائریکٹر پاکستان ایکسپلورینڈ اسٹیل ری رولنگ ملز لمیٹڈ

بادامی باغ۔ لاہور

نے مفت تقسیم کے لئے طبع کرایا

ناشر

ناظم دعوت الحق مسجد طیبہ۔ پرنس اسٹریٹ کراچی ۲

فون:- ۲۳۱۴۴۰